انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ روپے

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ روپے

فی پرچہ ۱ آنہ

نمبر ۵۸ | مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ | مطابق ۱۳ رجب ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اہل اللہ اور اہل دنیا کی زندگی میں فرق

(فرمودہ ۱۳ - نومبر ۱۹۰۲ء)

فرمایا۔ "اہل دنیا کی زندگی اور اہل اللہ کی زندگی میں منافات ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی زندگی یبیتون لربھم سجدا و قیاما کے مصداق ہوتی ہے۔ مگر اہل دنیا دنیا ہی کیلئے مرتے ہیں۔ اگر ہم اسلام کی حقیقی زندگی کو پیش کریں۔ تو یبیتون لربھم سجدا و قیاما کے مصداق زندگی ہی کو پیش کریں گے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کو پیش کرتے ہیں۔ تو دنیا کے کیڑے ہنسی کرتے ہیں۔

فرمایا۔ آج خدا قریب ہو کر بھی دنیا کی نظر سے مخفی ہو گیا ہے۔ مگر خدا چاہتا ہے۔ کہ وہ شناخت کیا جائے۔ اور وہ شناخت کیا جائے گا۔"

(الحکم ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مالیر کوٹلہ سے واپس تشریف لے آئی ہیں۔ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لائی ہیں۔

نظارت امور عامہ کی ہدایت کے ماتحت ۱۱۔ نومبر ۱۱ بجے جنگ عظیم کی صلح کی تقریب میں ۲ منٹ خاموشی اختیار کی گئی۔

اسلامی ممالک کی خبریں

اہم کوائف

حکومت حجاز کو امام یمن کی پیشکش

مشرق اردن کی حفاظت کے بہانہ سے عقبہ و معان میں حکومت برطانیہ نے جو افواج ڈال رکھی تھیں۔ عربی حکومتیں چونکہ انہیں آزادیٔ حجاز کے لئے مضر سمجھتی تھیں۔ اس لئے امام یمن نے والیٔ حجاز کو بذریعہ تار مطلع کیا۔ کہ اہل یمن اسے قطعاً برداشت نہیں کر سکتے اور آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ مقدس سرزمین کی حفاظت فرمائیے۔ میں نے اپنے لڑکے کو حکم دے دیا ہے۔ کہ پندرہ ہزار سوار اور پیدل فوج معہ دیگر سامان و ذخائر حرب کے سرحد پر تیار اور آپ کے اشارہ کا منتظر رہے۔ ہم آپ کے اعدا اور ہر اس شخص سے لڑنے کو تیار ہیں۔ جو بیت اللہ کی آزادی کے لئے خطرہ کا موجب ہو۔

عراق میں تیل کے نلوں کی لائن

موصل سے کرکوک اور طریپولی تک تیل لے جانے کے لئے نل بچھانے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ۱۲۔ انچ قطر کے فولادی نلوں کی عظیم مقدار اور دیگر سامان حیفہ اور طرابلس میں پہونچ چکا ہے جس سے صحرائے شام کے آر پار ۱۲ سو میل لمبی لائن قائم کی جائے گی۔ آئندہ تین سال میں اس کے اختتام کی توقع ہے جس پر ایک کروڑ پونڈ صرف ہونگے۔

عراقی تیل کے معادن کا ٹھیکہ

معاصر شفق، بغداد راوی ہے۔ کہ عراقی تیل کے متعلق برٹش آئیل ڈویلپمنٹ کمپنی کو ۷۵ سال کا ٹھیکہ مل گیا ہے۔ اور اسے حق دے دیا گیا ہے۔ کہ مغربی دجلہ کی جانب جو معادن واقعہ ہیں۔ ان کے بیس مربع میل سے تیل نکال سکے۔ اس کام پر ابتداءً چالیس ہزار ڈالر خرچ کیا جائے گا۔ اور خیال ہے۔ کہ نفع کے بعد اس عرصہ میں سرمایہ دگنا ہو جائے گا۔ اس کمپنی میں برطانیہ کا ۵۱۔ فیصدی۔ اٹلی کا ۲۵ فیصدی۔ اور فرانس و جرمنی کا ۱۲۔ فیصدی حصہ ہو گا۔

مصر کا جدید قانون تجارت

حکومت مصر نے قانون بنا دیا ہے۔ کہ جن اشیاء کی فہرست وزارت مالیہ نے مشتہر کر دی ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی برآمد کا کاروبار کرنے والے تاجروں کو سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہیئے۔ جو شخص بغیر اس کے برآمد کرے گا۔ اسے ایک پونڈ جرمانہ یا ایک ہفتہ کی قید یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ جو شخص ایک ماہ میں دو دفعہ حکم عدولی کرے گا۔ اس کا کاروبار چھ ماہ کے لئے بند کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص پہلے جرم کے ۶ ماہ بعد تک دوبارہ اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ اس کا تمام سٹاک ضبط کر لیا جائے گا۔

مصری لیمو کے لئے پروپیگنڈا

مصری حکومت کی وزارت تجارت نے یورپی قنصل خانوں کو تین سو صندوقوں میں ساٹھ ہزار لیمو ارسال کئے ہیں۔ تاکہ انہیں یورپ کے ہوٹلوں میں مفت تقسیم کر کے مصری لیمو کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے پروپیگنڈا کریں۔

ایک عرب قافلہ ریت میں دب گیا

عربی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ ایک عرب قافلہ کویت اور عمارہ کے درمیان سفر کر رہا تھا۔ کہ آناً فاناً شدید آندھی آئی۔ اور ریت کا ایسا طوفان اٹھا۔ کہ قافلہ کے ۴۲۔ آدمی ریت کے نیچے دب کر ہلاک ہو گئے۔ صرف چند مسافروں کی جان بچ سکی۔

امیر کویت بغداد میں

شیخ احمد آل صباح امیر کویت بذریعہ ہوائی جہاز بغداد پہنچے جہاں سرکاری حکام کی طرف سے ان کا استقبال کیا گیا۔ برطانی ہائی کمشنر نے ان کے اعزاز میں شاندار ٹی۔ پارٹی دی قصر حارثیہ میں شاہ عراق نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ کے طیارہ کے ساتھ آپ کی حفاظت کے لئے تین طیارے اور تھے۔

بغداد کالج میں فوجی تعلیم

امسال وزارت تعلیم کی طرف سے بغداد کے مرکزی انٹرمیڈیٹ کالج کے کورس میں فوجی تعلیم داخل کر دی گئی ہے وزارت جنگ سے دو افسروں کی خدمات اس کے لئے مستعار لی گئی ہیں۔ نیز گھوڑے بندوقیں۔ توپیں۔ اور دیگر ضروری سامان تعلیم کے لئے مہیا کر دیا گیا ہے۔

افغانستان میں زراعتی ترقی

کابل کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ شاہ کابل نے زراعتی ترقی اور نہروں کی توسیع کے لئے دس لاکھ روپیہ کی منظوری کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ تالابوں۔ اور بندوں کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا ہے۔

عراق کا جدید وزیر اعظم

بغداد سے ۴۔ نومبر کی خبر ہے۔ کہ جنرل نوری پاشا کی جگہ حاجی شوکت بیگ عراق کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ اور آپ نے ایک غیر سیاسی کابینۂ وزارت بھی مرتب کر لیا ہے۔ جس میں اعلےٰ حکام شامل ہیں۔

عراق کی حکومت اور امریکہ

نیویارک سے ۴۔ نومبر کی خبر ہے۔ کہ حکومت امریکہ نے برطانیہ کو مطلع کیا ہے۔ کہ برطانی انتداب کے خاتمہ کے بعد جن شرائط کے تحت عراق پر حکومت ہوگی۔ امریکہ کو اس میں مشورہ دینے کا حق حاصل ہے۔ اس بارے میں امریکہ و برطانیہ کی خط و کتابت عنقریب شائع ہو جائے گی۔

کابل یونیورسٹی کے شعبہ طب کا افتتاح

پشاور سے ۳۔ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ عمائد کابل کے ایک عظیم الشان اجتماع میں دلکشا محل کابل میں شاہ کابل نے جدید شعبۂ طب کا افتتاح کیا۔ جو کابل یونیورسٹی کے ساتھ ملحق ہے۔ نیز ایک تقریر کی جس میں طبی تعلیم کے فوائد بیان کئے۔

شاہ کابل کے عطیات

معلوم ہوا ہے۔ کہ والیٔ افغانستان نے اپنے میزانیہ میں سے دو لاکھ روپیہ قندھار میں بجلی کا انتظام کرنے کے لئے۔ پچاس ہزار روپیہ کابل میں موٹروں کی مرمت کا کارخانہ قائم کرنے کے لئے اور ۲۱۔ ہزار روپیہ سنگ لاجورد کی ساخت کی مشین کے لئے عطا کیا ہے۔

ٹیونس میں شورش

معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹیونس میں عیسائی مشنریوں کے خلاف سخت جوش پھیلا ہوا ہے۔ جو عرب عیسائی ہو گئے تھے۔ انہیں واپس لینے کے لئے ہزاروں رضا کار منظم کئے جا رہے ہیں۔ مشن سکولوں اور کالجوں پر پکٹنگ شروع کر دیا گیا ہے۔ حکومت فرانس نے پانسو رضا کاروں کو لمبی قید کی سزائیں دی ہیں۔

حکومت بحرین کا ناجائز اعلان

قاہرہ کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حکومت بحرین نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ جو شخص وفات پائے گا۔ اس کے ترکہ کے ایک تہائی حصہ کی مالک حکومت ہوگی۔ یہ اعلان چونکہ سراسر ناجائز ہے۔ اس لئے اس کے خلاف تمام شہروں میں سخت احتجاج کیا جا رہا ہے۔ اور لوگوں نے مسلسل ہڑتال کر کے کاروبار بند کر رکھا ہے۔

اسکندریہ کے چنڈوخانہ پر چھاپہ

اسکندریہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ پولیس نے اطالوی قونصل کی معیت میں ایک ایسے چانڈوخانہ پر چھاپا مارا۔ جس میں کلیتہً شرفاء اور معززین جاتے ہیں۔ چنڈو بازوں نے پولیس پر فائر کر دیئے۔ ۵۰۔ گولیاں چلائی گئیں۔ لیکن آخرکار گرفتار کر لئے گئے۔

افغانستان شاہراہِ ترقی پر

حال میں والیٔ افغانستان کی تاج پوشی کی تیسری سالگرہ منائی گئی ہے۔ آپ کے عہد حکومت پر تبصرہ شائع کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملک ترقی کر رہا ہے۔ کابل اور ماسکو کے درمیان ہفتہ وار ہوائی جہاز کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور کابل و پشاور کے درمیان اس سلسلہ کے قیام کا سوال زیر غور ہے۔ مالیہ کا ایک تہائی حصہ جبری تعلیم کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ علوم عربیہ کی تعلیم کے لئے ایک کالج کھولا گیا ہے۔ جوڈیشل سسٹم میں بھی اصلاح کی گئی ہے۔ اور کونسل قائم کی گئی ہے۔ جو پبلک کی طرف سے منتخب شدہ علماء۔ و فضلاء پر مشتمل ہو گی۔

وزیر جنگ افغانستان کا عزم یورپ

جنرل شاہ محمود خاں وزیر جنگ کی صحت چونکہ کچھ عرصہ سے خراب تھی۔ اس لئے آپ طبی مشورہ کے ماتحت یورپ جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ شہزادہ محمد ظہیر خاں کام کریں گے۔

127

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

گاندھی جی کی عجیب شخصیت اور عجیب تر دعوے

مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے قابل توجہ امر

سیاسیات کی آڑ میں بیہودہ باتیں

گاندھی جی چونکہ سیاسی لیڈری کا چولہ پہن کر ہندوستان میں نمودار ہوئے ہیں۔ اور ایسے وقت میں نمودار ہوئے ہیں۔ جبکہ اہل ہند میں سیاسی بے چینی اور اضطراب زوروں پر ہے۔ سیاسی حقوق کا احساس اور ان کے حصول کی خواہش میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے لوگوں کی توجہ عام طور پر گاندھی جی کی عجیب شخصیت اور عجیب وغریب افعال و دعاوی کی طرف مبذول نہیں ہوتی۔ اور وہ سیاسیات کی آڑ لے کر اپنی ترنگ اور دماغی کیفیت کے باعث جو غیر معقول اور بے ہودہ باتیں کہہ جاتے ہیں ان کی طرف سے ان کے معتقد آنکھیں بند کر کے صرف اس حصہ پر زور دینا شروع کر دیتے ہیں جس سے سیاسی ہیجان پیدا کیا جا سکتا ہے۔

نشہ سیاسیات کی وجہ سے مدہوشی

یہی وجہ ہے۔ کہ اس وقت تک بارہا گاندھی جی سے جو ایسی حرکات سرزد ہو چکی ہیں۔ جنہیں عقل و دانش سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اور ایسی باتیں ان کے منہ سے نکل چکی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ سخت مواخذہ کے نیچے آتے ہیں۔ انہیں اس طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ اور ان کا ذکر گاندھی جی کی زبان پر آیا ہی نہیں۔ اگر گاندھی جی کے ثناخواں۔ اور انہیں سیاسی لحاظ سے اپنا راہنما سمجھنے والے سیاسیات کے نشہ میں مدہوش ہو کر یہ طریق عمل اختیار نہ کرتے۔ اور گاندھی جی کے ان افعال اور اقوال پر بھی غور کرتے۔ جو سیاسیات سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن جنہیں وہ نہایت ہوشیاری سے سیاسیات میں گھسیڑ دیتے ہیں۔ تو کبھی کی ان کی عجیب وغریب شخصیت ظاہر ہو چکی ہوتی۔ اور آج بہت کم لوگ ہوتے۔ جو گاندھی جی کو کسی لحاظ سے بھی اپنا راہنما تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوتے۔

اس مضمون میں ہم گاندھی جی کے تازہ بیان سے جو انہوں نے جیل سے شائع کرایا ہے صرف دو باتیں بطور نمونہ پیش کر کے ہندوؤں اور خاص کر مسلمانوں کو ان پر غور وفکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

مذہبی آدمی ہونے کا دعوےٰ

پچھلے دنوں جب گاندھی جی نے فاقہ کشی کرنے کا اعلان کیا۔ تو اس وقت انہوں نے اپنے آپ کو سیاسی لیڈر کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ "مذہبی آدمی" کی پوزیشن میں پیش کیا۔ اور صاف طور پر کہہ دیا کہ "چونکہ میں مذہبی آدمی ہوں۔ اور اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ میرے لئے سوائے اس طریق کے اور کوئی طریق نہیں رہا۔ جس پر عمل کر سکوں" پھر وہ یہ بھی اعلان کر چکے ہیں۔ کہ "میرا دھرم مجھے سکھلاتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص کسی ایسی عظیم الشان تکلیف میں ہو۔ جسے وہ دور نہیں کر سکتا۔ تو اُسے برت (فاقہ کشی) رکھنا چاہیئے"۔

مذہب سے گریز

لیکن اب جبکہ بقول ان کے ان کے سامنے یہ بات پیش کی گئی۔ کہ "ہندو دھرم یا کسی اور مذہب میں ایسے معاملات کے لئے کوئی حکم نہیں ہے" تو انہوں نے کسی مذہب کے رو سے بھی فاقہ کشی کر کے اپنے آپ کو ہلاک کر لینے کو جائز ثابت نہ کر سکنے کے باعث یہ کہہ دیا۔ کہ "میں اس کے مذہبی پہلو میں بحث کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا" البتہ اپنے اس فعل کو درست قرار دینے کے لئے یہ دعوے کر دیا۔ کہ "میں نے اپنا پچھلا برت پرماتما کے حکم سے رکھا تھا"!

مسلمان غور کریں

اب قابل غور سوال یہ ہے۔ کہ وہ پرماتما جس نے گاندھی جی کو فاقہ کے ذریعہ خودکشی کرنے کا حکم دیا۔ اس نے آیا گاندھی جی کے ذریعہ دُنیا میں کسی نئے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اس کی اشاعت گاندھی جی کے سپرد کر دی ہے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو کیا کسی مسلمان کے نزدیک یہ امر قابل برداشت ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو مسلمانوں کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ایک ایسا شخص جو اسلام کا منکر ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی نازل شدہ شریعت کے احکام کا منکر ہے۔ قرآن کو خدا تعالےٰ کا کلام ماننے سے انکار کرتا ہے۔ وہ کس بے باکی سے اپنے اوپر خدا کا حکم نازل ہونے کا دعوےٰ کر رہا ہے۔ اور حکم بھی وہ یعنی خودکشی جسے اسلام صاف اور کھلے طور پر اتنا بڑا گناہ قرار دے چکا ہے۔ جو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔

گاندھی جی کے پیرو مسلمانوں کا عقیدہ

وہ مسلمان جو گاندھی جی کو اپنا راہنما سمجھتے ہیں۔ ان کا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ اب کسی ایسے شخص سے بھی خدا کلام نہیں کر سکتا جو اسلام کے تمام حکموں پر اپنی انتہائی کوشش سے عمل پیرا ہو۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق اور محبت میں گداز ہو چکا ہو۔ جو قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ۔ اور دُنیا کے لئے ہدایت کا باعث یقین کرتا ہو۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ گاندھی جی کے اتنے بڑے دعوےٰ کو سُن کر زبان تک نہیں ہلاتے۔ یہ سب کچھ سُن کر گاندھی جی کے متعلق ان کی عقیدت اور اخلاص میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔ اور وہ اب بھی ان کی تعریف و توصیف کے گیت گائے جا رہے ہیں۔

کیا ایک مُشرک پر خدا کا حکم نازل ہو سکتا ہے

گاندھی جی پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں۔ اور تازہ اعلان میں بھی انہوں نے لکھ دیا ہے۔ کہ "میں سناتنی ہونے کا مدعی ہوں" سناتنی کون ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سناتنی عقائد اسلام کے جس قدر منافی ہیں۔ وہ ہر شخص جانتا ہے۔ اسلام ایسے لوگوں کو مشرک قرار دیتا ہے۔ پھر ایک مشرک کا یہ دعوےٰ کرنا۔ کہ پرماتما اس پر حکم نازل کرتا ہے۔ اور وہ پرماتما کے حکم کے مطابق خودکشی کا ارتکاب کرنے پر آمادہ ہوا تھا۔ کسی مسلمان کے لئے کس طرح قابل برداشت ہو سکتا ہے کیا خدا نے اس امت کو چھوڑ کر جسے خود خیر امۃ قرار دیا ہے ایک مشرک اور مخالف اسلام کو اپنے حکم نازل کرنے کے لئے منتخب کر لیا ہے اور اس کے ذریعہ اسلام کی تعلیم کو منسوخ کرا رہا ہے۔ اے گاندھی کے ثناخواں مسلمانو! خدارا غور کرو۔ اور دیکھو۔ کہ گاندھی اسلام پر کتنا بڑا حملہ کر رہا۔ اور کس طرح اسلام کو مٹانے کے درپے ہے۔ کیا ہر ایک مسلمان کہلانے والے کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ ایسے شخص کو اسلام کا دشمن سمجھے۔ اور اس کی کسی بات کو ایک ذرہ بھی وقعت نہ دے۔

گاندھی جی کو کھلا چیلنج

گاندھی جی بار بار یہ دعوے کر رہے ہیں۔ کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں پرماتما کے حکم سے کرتے ہیں۔ اور فاقہ کے ذریعہ خودکشی کو تو وہ علی الاعلان پرماتما کا حکم بتاتے ہیں۔ اور اب بھی کہہ رہے ہیں کہ "اگر کبھی میں نے پھر برت رکھا۔ تو اس کے حکم سے رکھوں گا"! لیکن ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ وہ یہ کہنے میں قطعاً حق بجانب نہیں۔ اور فریب نفس میں مبتلا ہیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کسی پر کوئی ایسا حکم نازل کرے۔

جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہو۔ یہ قطعاً محال ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس کامل شریعت کی پابندی کئے بغیر جس کا نام اسلام ہے۔ اور اس سید ولد آدم کی غلامی اختیار کئے بغیر جس کا نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ کوئی شخص خدا کے کلام کا مورد بن سکے۔ ہم اس بارے میں گاندھی جی کو کھلا چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ آئیں۔ اور اپنے اوپر خدا کا کوئی حکم نازل ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ یوں دعوے کر لینا آسان ہے لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ کوئی ثبوت پیش کر سکیں۔

یہ ہے وہ پوزیشن جو ہر مسلمان کو گاندھی جی کے مقابلہ میں اختیار کرنی چاہیئے۔ نہ یہ کہ اُن کے اس قسم کے بے دلیل اور بے ثبوت دعوے کو سنکر بھی ان کو اپنا راہ نما بنائے رکھنا چاہیئے۔

ایک بات ہندوؤں کے لئے

اس کے بعد ایک بات ہندوؤں کے لئے بھی پیش کی جاتی ہے گاندھی جی نے اپنے تازہ بیان میں کہا ہے:۔

"میرے نزدیک ویداشتے ہی مبنع ہیں جتنے کہ بائبل اور ہندو دھرم ... ان کی تشریح نہیں کر سکتا۔ یہ کہنا صرف جزوی طور پر صحیح ہوگا کہ وید چار کتابیں ہیں۔ یہ کتابیں بذات خود نامعلوم لوگوں کے چھوڑے ہوئے ایڈیشن ہیں۔ بعد کی پشتوں نے اپنی روشنی کے مطابق ان میں ایزادیاں کر لیں۔ اس کے بعد گیتا کا مصنف آیا۔ اس نے ہندو دُنیا کو ہندو دھرم کا مرکب دیا۔ گیتا ہر ایک ہندو کے لئے کھلی کتاب ہے جو اس کا مطالعہ کرنا چاہے۔ اور ہندوؤں کی اگر باقی سب کتابیں جلا بھی دی جائیں۔ تو اس کتاب کے ۷۰۰ شلوک یہ بتانے کے لئے ابت کافی ہیں۔ کہ ہندو دھرم کیا ہے۔" (پرتاپ ۷۔ نومبر)

گاندھی جی اور ویدک دھرم

ہر شخص جو اپنے آپ کو ہندو دھرم کا پیرو بتاتا ہے ویدوں کو الیشوریہ گیان قرار دیتا۔ اور انہیں اپنے دھرم کی بنیاد ٹھیراتا ہے۔ وہ گاندھی جی کے مندرجہ بالا بیان کے ایک ایک لفظ پر غور کرے۔ اور دیکھے۔ کہ کیا گاندھی جی نے ہندو دھرم کو بیخ وبُن سے اکھیڑ کر نہیں رکھ دیا۔ گاندھی جی کا ارشاد ہے۔ کہ ویدوں کو صرف چار تک محدود کرنا درست نہیں۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ وید الیشوری گیان نہیں۔ بلکہ نامعلوم لوگوں کے چھوڑے ہوئے ایڈیشن ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ویدوں میں بعد کی پشتوں نے حسب منشائے خود اضافہ کرنا ضروری سمجھا۔ اور وہ یہاں تک کہہ گزرے ہیں۔ کہ اگر ویدوں کو جلا بھی دیا جائے۔ تو بھی دُنیا کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ کیونکہ سب ویدوں سے اعلےٰ اور اکمل کتاب گیتا موجود ہے۔ اور اسی کے مصنف نے ہندو دُنیا کو ہندو دھرم دیا ہے۔

آریہ سماجی کہاں ہیں

کیا آریہ سماجیوں نے جو اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں۔ کہ وید چار ہیں۔ نہ اس سے کم۔ نہ زیادہ۔ گاندھی جی کے یہ الفاظ سنے ہیں۔ کہ ویدوں کو چار کی تعداد تک محدود کرنا کلیۃً درست نہیں۔ کیا ان آریوں کی نظر سے جو ویدوں کو الہامی۔ اور الیشوری کلام قرار دینے کے لئے ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگاتے رہتے ہیں گاندھی جی کے یہ الفاظ گزرے ہیں۔ کہ وید نامعلوم لوگوں کے چھوڑے ہوئے ایڈیشن ہیں۔ کیا ان آریوں نے جو ویدوں میں ایک لفظ کی کمی بیشی بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ گاندھی جی کے یہ الفاظ پڑھے ہیں کہ ویدوں میں بعد کی پشتیں من مانی ایزادیاں کرتی رہی ہیں۔ کیا ان آریوں نے جو تمام دُنیا کی روحانی ہدایت اور راہ نمائی کا سارا انحصار ویدوں پر رکھتے ہیں۔ گاندھی جی کا یہ اعلان ملاحظہ کیا ہے۔ کہ اگر ویدوں کو جلا بھی دیا جائے۔ تو دُنیا کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔

آریوں کی خموشی

یقیناً آریوں نے یہ سب کچھ سُنا ہے۔ پڑھا ہے۔ دیکھا ہے لیکن کسی ایک شخص نے بھی اس کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہا۔ اور آریہ اخبارات نے حسب معمول گاندھی جی کے بیان کے اس حصہ کو جو ویدک دھرم اور اس کے پیروؤں کے لئے بم سے کم خطرناک نہیں، بالکل نظر انداز کر کے سیاسی امور کو لے لیا۔ اور ان کی حمایت کرنی شروع کر دی ہے۔ کیونکہ اگر اس پہلو کو لیں۔ تو ہر ہندو جس میں اپنے مذہب کا کچھ بھی احساس پایا جاتا ہے۔ گاندھی جی سے نفرت اور حقارت کا اظہار کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اور ان کی ساری حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

ہندو اگر گاندھی جی کی اس قسم کی باتوں کو برداشت کر سکتے ہیں۔ اور انہیں اپنے دھرم کو برباد کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ لیکن کسی مسلمان کو قطعاً ان کی کوئی ایسی بات برداشت نہیں کرنی چاہیئے۔ جس کی وجہ سے اسلام پر زد پڑتی ہو۔ اور صاف طور پر ایسی خرافات سے بیزاری کا اعلان کرنا چاہیئے۔

الہ آباد کانفرنس کی ناکامی

ہندو مسلم سمجھوتہ کی از سر نو تحریک مولانا شوکت علی نے شروع کی تھی۔ اور باوجود ہندوؤں کے متعلق نہایت تلخ ذاتی تجربہ رکھنے اور دوسرے تجربہ کار مسلمان لیڈروں کے سمجھوتہ کو محال بتانے کے انہوں نے اس پر بے حد زور دیا۔ لیکن الہ آباد میں ہندو مسلمانوں کی جو کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کے کسی نتیجہ پر نہ پہونچنے۔ اور مولانا شوکت علی کا اسے چھوڑ کر چلے جانے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں سے سمجھوتہ کے متعلق جو توقع قائم کی تھی۔ وہ بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی۔ اور ہندو آج بھی مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کے لئے اسی طرح تُلے ہوئے ہیں۔ جس طرح پہلے تھے۔ اور ان کی ذہنیت میں کچھ بھی فرق نہیں پیدا ہوا۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ محب وطن مسلمان جنہوں نے لکھنؤ میں یہ عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہندوؤں نے مسلمانوں کے تیرہ مطالبات تسلیم نہ کئے۔ تو وہ کانگرس کو چھوڑ کر مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ اور جداگانہ انتخاب کے حامی بن جائیں گے۔ وہ کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔

مسلمان مسلمانوں سے سودا خریدیں

ہمیں خوب یاد ہے۔ آج سے کئی سال قبل جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کو دیکھ کر یہ تحریک فرمائی۔ کہ مسلمانوں کو مسلمان دوکانداروں سے ہی ضروریات کی چیزیں خریدنی چاہئیں۔ تو "زمیندار" نے اس کی مخالفت کی۔ اس لئے نہیں۔ کہ یہ تجویز مسلمانوں کے لئے مفید نہ تھی۔ بلکہ اس لئے کہ اس کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہوا تھا۔ لیکن اب خود "زمیندار" نے اس بات کی ضرورت محسوس کی ہے۔ کہ ایک طرف تو وہ اسلامی بازار کی تحریک کرے۔ اور دوسری طرف یہ لکھے۔ کہ

"ہمیں اپنے گھروں میں مستورات۔ لڑکے بالے۔ اور بچیوں میں بڑے زور وشور سے اس بات کا پروپیگنڈا کرنا چاہیئے کہ وہ مسلمان اور صرف مسلمان سے سودا خریدا کریں۔ چاہے وہ روپے پیچھے دو چار پیسے مہنگا ہی کیوں نہ ہو" (زمیندار ۵۔ نومبر)

یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ ضروری سے ضروری بات صرف اخبارات کے صفحات پر نمایاں ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور عملی شکل اختیار نہیں کر سکتی۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت جہاں تک ممکن ہو۔ اس بات کا خیال رکھتی ہے۔ کہ اپنی ضروریات کے لئے مسلمان تاجروں کو ترجیح دے۔

ڈاکٹر نارنگ کا چیلنج

۷۔ نومبر کو جب پنجاب کونسل کا اجلاس شروع ہوا۔ تو راجہ نریندر ناتھ صاحب نے خلاف آئین ایک بیان پڑھنا چاہا۔ جس کی صدر نے اجازت نہ دی۔ اس پر اٹھارہ ہندو اور سکھ ممبران کونسل اجلاس سے باہر نکل گئے۔ اگر بیان پڑھنے کی اجازت دے دی جاتی۔ تو بھی نتیجہ یہی ہوتا۔ کیونکہ اس میں لکھا تھا۔ کہ ہندو اور سکھ وزیر اعظم کے فرقہ دار فیصلہ کے خلاف احتجاج کے طور پر کونسل کی بحث میں حصہ نہیں لیں گے۔

غرض مسلمانوں کے حقوق کے خلاف ہندوؤں اور سکھوں نے متحدہ مہم شروع کر دی ہے۔ اور ڈاکٹر نارنگ نے گورنمنٹ پنجاب کی وزارت پر متمکن ہوتے ہوئے جہاں کونسل میں ہندو اور سکھ ممبروں کے رویہ کی حمایت کی ہے۔ وہاں یہ چیلنج بھی دے دیا ہے۔ کہ "اگر وزیر اعظم کا فیصلہ نہ بدلا گیا۔ تو مسلمان چھپن فیصدی کیا ستر فیصدی ہونے کے باوجود بھی اس دستور کو نہ چلا سکیں گے"۔ کیا اب بھی تمام مسلمان [illegible]

اخبار الفضل قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علمی مقام

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے اعتراضات کا جواب

نبیوں کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنت اللہ اسی طرح واقعہ ہوئی ہے۔ کہ آج تک ایک بھی نبی "اصطلاحی علماء" میں سے مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ایسے لوگوں اور ان شخصیات کو مقام نبوت پر سرفراز فرمایا جو دنیا کے فرزندوں کی نظر میں "علوم مدونہ" میں "ناقص" بلکہ "بالکل کورے" تھے۔ حتیٰ کہ جس ذات بابرکات کو فخر المرسلین اور خاتم النبیین کا خطاب حاصل ہوا۔ وہ بھی "امی رسول" تھا۔ اسے اور ہمیں اس امیت پر ناز اور فخر ہے۔ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اس حقیقت ثابتہ سے ظاہر ہے۔ کہ دراصل الہٰی انتخاب کو علوم ظاہری سے کچھ علاقہ نہیں۔ پھر جس طرح اصطلاحی علماء مقام نبوت کے لئے منتخب نہیں کئے جاتے۔ اسی طرح یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ کہلانے والے علماء کو پہلے پہل نبیوں کے قبول کرنے کی سعادت بہت کم حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ وہ عام طور پر اپنے علم پر نازاں اور آسمانی مصلح سے روگرداں رہتے ہیں۔ ہاں بعض حقیقی علماء خشیت خدا رکھنے والے علماء اور روحانیت کے طلبگار علماء نبیٔ وقت پر ضرور ایمان لاتے ہیں۔ مگر اس گروہ کی کثرت مصلح ربانی کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتی۔ اور رات دن اس کے خلاف کوششیں کرتی ہے۔ ان کا علم ان کے لئے "الحجاب الاکبر" کا حکم رکھتا ہے۔ اور وہ عوام میں علمی رسوخ کی وجہ سے مختلف حیلوں سے "لیصدون عن سبیل اللہ" کا ارتکاب کرتے ہیں ؂

قرآن مجید کی شہادت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلما جاءتھم رسلھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون (مومن ع ۹) جب ان لوگوں کے پاس انبیاء ومرسلین آیات وبراہین لے کر آئے۔ تو انہوں نے اپنے علم پر تکبر کیا اور فخر کرنے لگے۔ آخر جو استہزاء و تمسخر کیا کرتے تھے۔ وہ ان کے آگے آگیا۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ ہمیشہ سے ہی علماء کہلانے والے رسولوں سے اپنی علمیت کے گھمنڈ میں برسرپیکار رہے ہیں۔

انجیلی شہادت

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اپنے زمانہ کے علماء سے یوں خطاب کرتے ہیں :-

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو۔ کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو۔ اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو" (متی ۲۳/۱۳)

فریسی اور یہودی علماء بھی فخریہ کہا کرتے تھے :-

"بھلا سرداروں اور فریسیوں میں سے بھی کوئی اس پر ایمان لایا مگر یہ عام لوگ جو شریعت سے واقف نہیں لعنتی ہیں" (یوحنا ۷/۴۸)

گویا نہ صرف علماء وقت حضرت مسیح پر ایمان نہ لائے۔ بلکہ اس بات پر فخر کرتے۔ اور ماننے والوں کو "ناواقف" اور "لعنتی" قرار دیتے

حضرت مسیح موعود اور علماء زمانہ

مندرجہ بالا الہٰی سنت کے ماتحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بفضلہ تعالیٰ اصطلاحی علماء میں سے نہ تھے۔ گویا اس پہلو سے آپ کو جملہ نبیوں سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔ آپ کے مخالف علماء ظاہر نے ایڑی چوٹی کا زور آپ کے خلاف صرف کر دیا۔ اور یہ اصطلاحی علماء کا گروہ نہ خود آسمانی بادشاہت میں داخل ہوا۔ نہ اس نے دوسروں کی گمراہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا۔ مگر یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی مادر گیتی نے اس قسم کے نظارے ہزار ہا مرتبہ دیکھے۔ قل ما کنت بدعا من الرسل اور مسیح موعود کے زمانہ کے علماء کا اس کا دشمن ہو جانا تو ماضی قریب کے صلحاء و اولیاء کی تحریرات میں بھی صاف مذکور ہے۔ (دیکھو۔ فتوحات مکیہ۔ مکتوبات امام ربانی اور حجج الکرامہ) نیز علماء کی بدتر حالت کے پیش نظر ان کا روحانی مصالح کے مخالف ہو جانا کوئی عجیب بات نہیں۔ اخبار اہلحدیث خود لکھ چکا ہے

"آج کل کے زمانہ میں جہالت پھیلنے کی یہی وجہ ہے۔ کہ عالم اس زمانہ کے لالچی اور خودغرض اور طالب دنیا اور بے عمل ہیں جسکا ثبوت قرآن پاک سے ملتا ہے۔" (۱۱ دسمبر ۱۹۳۱ء)

نواب صدیق حسن خان صاحب نے گواہی دی ہے۔

"علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں۔ جو نیچے آسمان کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں۔ انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں"

(اقتراب الساعۃ ص ۱۲)

اندریں حالات علماء کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہو جانے میں تعجب نہیں۔ بلکہ تعجب تو تبھی ہوتا۔ کہ اگر یہ لوگ خدا کے نبی حق پر تکفیر و تضلیل کے کیل کانٹوں سے لیس نہ ہو جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوب فرمایا ہے :-

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جبہ دار
تھا نوشتوں میں یہی از ابتدا تا انتہاء
پھر مٹے کیونکر کہ ہے تقدیر نے نقش جدار

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا مضمون

مولوی صاحب بقول خود ایک عرصہ تک "نا پسندیدہ اشغال دنیویہ" میں منہمک رہنے کے بعد اب پھر بخیال خویش "علمی خدمت" کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اور آپ نے ایک مضمون بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کا مبلغ علم بضمن نکاح محترمہ محمدی بیگم" اخبار اہلحدیث ۱۲ اگست ۱۹۳۲ء میں شایع کیا ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ "مرزا صاحب علوم عربیہ (شرعیہ وعقلیہ) کے ہر شعبے میں ناقص تھے۔ کسی سے تو پورے ناواقف تھے۔ اور کسی میں ادھورے تھے۔ جو شخص باور نہ کرے۔ وہ علوم مدونہ کے کسی شعبہ میں مرزا صاحب کے کمال کا دعویٰ کرے۔ وہ اس میں ان کے کلام میں سے کچھ پیش کرے۔ خاکسار خدا کے فضل سے اس میں مرزا صاحب کا ناقص العلم ہونا اسی فن کی تصریحات سے ثابت وبرہن کر دیگا۔ (اہلحدیث ۱۲ اگست و ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء)

چھوٹا مونہہ بڑی بات

اس بلند بانگ دعوے کی بنا پر آپ نے ایک مضمون بزعم خویش "طرز جدید" میں تحریر کیا ہے۔ ہم اصل مضمون کا جواب لکھنے سے قبل اتنا کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے مونہہ سے اتنا بڑا دعویٰ یقیناً "چھوٹا مونہہ بڑی بات" ہے۔ کیا آپ نے خود علوم عربیہ کے تمام شعبوں میں کمال حاصل کر لیا ہے؟ کیا تمام "علوم مدونہ" میں آپ "کامل العلم" ہیں۔ جو لاکھوں کی جماعت کے پیشوا کو "ناقص العلم" ثابت کرنے کا ادعاء کر رہے ہیں۔ میں آپ کو ناصحانہ مشورہ دوں گا۔ کہ آپ اس راستہ پر قدم نہ ماریں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم لیکن اگر آپ اپنی تعلّی سے باز نہ آئے۔ اور علوم عربیہ میں کامل العلم ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے تو یاد رکھئے کہ اللہ تعالےٰ کے "خضر صفات" بندے بھی موجود ہیں۔ جو محض اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ کی شیخیوں کو کرکرا سکتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولانا! آپ کی علمی قابلیت ہم بلکہ آپ خود بھی خوب جانتے ہیں۔ قصور کے اسٹیشن پر المرء یقیس علی نفسہ کا واقعہ آپ بھولے نہ ہوں گے۔ ہاں آپ نے علوم عربیہ کو "شرعیہ اور عقلیہ" میں کس بنا پر تقسیم کیا ہے نیز فرمایئے کہ علم اللغۃ علم الادب علم النفس کس قسم میں اور کس علمی سند کی بنا پر داخل ہیں؟ "علوم عربیہ" کی بھی اصطلاحی تعریف بیان فرمایئے۔ اگر آپ میری بات مانیں۔ تو آپ یہ تعلیاں ارسطو

"مولوی فاضل" کے لئے ہی رہنے دیں۔ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے آپ کے پاس یہ "نمائشی سند" بھی نہیں۔ اگر کسی مدرسہ کا سرٹیفکیٹ ہو بھی، تب بھی مسیحائے وقت کے الفاظ میں میں یہی کہوں گا۔ ؎

کیا نہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے
کیا نہ تھی آنکھوں کے آگے کوئی راہ تار و تار

علمی مقابلہ کا کھلا چیلنج

مولوی ابراہیم صاحب نے یہ کہہ کر گویا بڑا تیر مارا ہے۔ کہ مرزا صاحب "علوم مدونہ" میں کامل نہ تھے۔ "علوم عربیہ" میں ناقص تھے۔ حالانکہ قابل غور بات یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ مجھے صرف و نحو کے قواعد ازبر یاد ہیں۔ میں تصاریف افعال خوب جانتا ہوں۔ مجھے متکلمین کی خود ساختہ اصطلاحیں حفظ ہیں۔ مجھے فقہاء اور آئمہ کی "اختلافیات" کے حافظ ہونے کا دعویٰ ہے۔ میں ارسطو بو علی سینا اور فارابی کی دقیانوسی منطقی و فلسفی مصطلحات کا ماہر ہوں۔ رازی۔ الوسی۔ ابن العربی۔ ابن تیمیہ ابن حیان کی تصنیفات کا امتحان دینے آیا ہوں؟ اگر آپ کا یہ دعویٰ تھا۔ تو بے شک ان علوم کی کتابیں ہاتھ میں لو۔ اور آپ کا "مبلغ علم" معلوم کر لو۔ لیکن اگر آپ کا دعویٰ نبی اور رسول ہونے کا تھا۔ مکالمہ وحی ربانی سے مشرف ہونے کا تھا۔ تو جو معیار اس کے لئے مقرر ہیں۔ ان کے ذریعہ سے آپ کو پرکھو اس نادان وزیر کی طرح مت بنو جس نے بادشاہ کے سامنے ایک مدعی نبوت کی صداقت کا انحصار ایک کرم خوردہ اور دیرینہ قفل کی مرمت پر رکھا تھا۔ لوہاروں کو لوہاروں کے کاموں سے نحاۃ کو نحویوں کے قواعد سے منطقیوں کو منطقی علوم سے اور خدا کے نبیوں کو نبیوں کی علامات سے شناخت کرو۔ کیا تم حضرت موسیٰؑ حضرت مسیحؑ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس لئے نبی مانتے ہو۔ کہ وہ "علوم مدونہ" میں "کامل العلم" تھے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو اب کیوں الٹا طریق اختیار کرتے ہو۔ اگر ان اولوالعزم نبیوں کا ان تمہارے اختراعی علوم سے "ناواقف" ہونا ان کی شان کو کم نہیں کرتا۔ تو اب کیوں اپنے زعم باطل کی بنا پر شور مچا رہے ہو اگر تم کو علم آزمائی کا شوق ہے۔ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاک پا اور کفش بردار آپ لوگوں کے علمی غرور کے شیشہ کو بھی چکنا چور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہمت ہے۔ تو سیدھے اور صحیح طریق سے تحریری اور تقریری طور پر آزمائش کر دیکھو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا علمی کمال

میں نے سطور بالا میں بتایا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "علوم مدونہ" میں ماہر ہونے کا نہیں، بلکہ وحی الٰہی اور نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے۔ اور اس دعویٰ کے لئے "علماء کے علوم" میں کامل العلم ہونا شرط نہیں۔ لکل مقام مقال و لکل دولۃ رجال لیکن میں باآواز بلند کہنا چاہتا ہوں۔ کہ باایں ہمہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں ایک بات بھی ایسی نہیں۔ جو صحیح علوم کے خلاف ہو۔ میں اس بات کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ کہ جس طرح پادری ایس۔ ایم بال کو قرآن مجید میں بیسیوں نحوی غلطیاں اور سینکڑوں فصاحت و بلاغت کے خلاف بیانات نظر آتے ہیں۔ ایسا کسی مولوی یا عالم کہلانے والے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں اغلاط نظر نہ آئیں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر بھروسہ کرتا ہوا یہ کہتا ہوں۔ کہ علوم صحیحہ کے خلاف ایک بات بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں موجود نہیں۔ ؎

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

مولوی ابراہیم صاحب نے جو تحدی کی ہے۔ اس کو توڑنے کے لئے زیادہ نہیں۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باطل شکن علمی اکتشافات میں سے صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اور چیلنج کرتا ہوں۔ کہ نہ صرف میر سیالکوٹی بلکہ ان کے تمام چھوٹے اور بڑے مل کر اس کی تردید کر دکھائیں۔ وہ مثال لفظ توفی کے معنی کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس نے متعدد کتب میں تحدی فرمائی ہے بلکہ الہامی چیلنج دیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص لغت عرب سے لفظ توفی کا باب تفعل سے جبکہ اللہ تعالیٰ فاعل ہو۔ انسان مفعول بہ ہو۔ قرینہ صارفہ موجود نہ ہو کے معنی بجز قبض روح اور موت کے ثابت کر دے۔ تو ایک ہزار روپیہ انعام سے (ازالہ اوہام۔ ضمیمہ براہین پنجم۔ انجام آتھم) کہاں ہیں وہ جو علوم عربیہ میں مہارت کا دعویٰ رکھتے ہیں؟ آئیں اور اس چیلنج کا تو ذرا جواب دیں۔

اعتراضات کی بنیاد

مولوی صاحب نے اپنے "طرز جدید" کے اعتراضات کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی کلمات میں سے "زوجنا کہا" اور مندرجہ ذیل عبارت پر رکھی ہے۔

"یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں۔ کہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا۔ یا عرش پر۔ مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲)

اس صاف اور واضح عبارت کا سمجھنا "علوم مدونہ" کے ماہر کے لئے ناممکن ہو گیا۔ اور اس نے علم الہیات۔ علم منطق اور علم حدیث و فقہ کی رو سے حسب ذیل اعتراض کئے۔ جو مع جوابات درج ہیں

علم الہیات کے متعلق اعتراض

الہام "زوجنا کہا" امر فعل ماضی کے معنوں کے متعلق دو شقیں قائم کر کے آخر اسے ماضی بمعنے مضارع تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کسی آئندہ واقع ہونے والے امر کو لفظ ماضی سے اس لئے تعبیر کرتے ہیں۔ کہ اس کے وقوع کا کامل یقین ہوتا ہے۔ خصوصاً خدائے قادر و قیوم اور علام الغیوب کے کلام میں یہ طرز بکثرت وارد ہے" فعل ماضی کو مضارع کے معنوں میں مان کر سوال کرتے ہیں۔ کہ یہ نکاح جس کے پڑھے جانے کا ذکر حقیقۃ الوحی کی عبارت میں ہے۔ عالم شہود اور دنیا کا نکاح ہے یا عالم تقدیر کا؟ آخر سوال کا خلاصہ یوں پیش کرتے ہیں۔

"میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب کوئی امر علم الٰہی میں مقرر و مقدر ہو چکے۔ تو وہ عالم ظہور میں کیوں نہ آئے"

پھر اس سوال کی تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی امر عالم تقدیر میں تو مقرر ہو چکا ہو۔ لیکن عالم ظہور میں نہ آئے۔ اس سے تو معاذ اللہ علیم کل اور قادر و قیوم خدا کا عاجز و غیر قادر اور آئندہ کے واقعات سے ناواقف و بے خبر ہونا لازم آتا ہے"۔

دو مقدمے

اس سوال کے جواب میں پہلے ہم دو مقدمے بیان کرتے ہیں

(۱) لفظ نکاح از روئے لغت و قرآن مجید دو طور پر استعمال ہوتا ہے۔ عقد نکاح فرمایا۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وطی و جماع جیسے حتی تنکح زوجا غیرہ میں ہے۔ پھر عقد نکاح یا عالم شہود میں ہو گا یا عالم تقدیر میں۔ عالم شہود کا عقد نکاح وہ ہے۔ جو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے۔ عالم تقدیر کے عقد نکاح سے مراد علم الٰہی میں فریقین کے درمیان مناکحت کی تجویز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم بلحاظ اس کی صفت کے ازلی اور غیر محدود ہے۔ پس جو نکاح بھی عالم شہود میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم یعنے عالم تقدیر میں تھا۔

(۲) عالم تقدیر کے فیصلے دو طور پر ہوتے ہیں۔ غیر مشروط۔ مشروط۔ علم الہیات میں اس کا نام ہے تقدیر مبرم۔ تقدیر معلق۔ موخر الذکر کی پھر دو قسمیں ہیں۔ معلق عند اللہ و عند الناس۔ معلق عند اللہ و مبرم عند الناس۔ اگر تقدیر معلق کے معلق ہونے کا علم مخلوق کو بھی دیا جائے۔ تو وہ قسم اول ہو گی۔ ورنہ قسم دوم۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری نہیں۔ کہ ہر علم غیب پر انسان کو مطلع کرے۔ خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ سو ممکن ہے۔ کہ ایک تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم میں معلق ہو۔ مگر انسان اس کو مبرم قرار دے لیں۔ جو انجام کار معلق ثابت ہو۔ ان اقسام کی طرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی اشارہ فرمایا ہے (مکتوبات جلد اول)

اخبار اہلحدیث میں بھی لکھا ہے :-

"آنحضور نے فرمایا۔ کہ دوا بھی ایک تقدیر ہے۔ یعنی یہی تقدیر ہے۔ کہ اگر دوا کرو گے۔ تو اچھے ہو جاؤ گے۔ ورنہ نہیں۔ اسی کو تقدیر معلق بھی کہتے ہیں۔ جو دعا سے بھی پھر جاتی ہے" (۴ دسمبر ۱۹۳۱ء)

جواب

ان دو مقدمات کے بیان کے بعد واضح ہو۔ کہ حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت میں "نکاح پڑھا جانے" سے مراد عالم تقدیر کا نکاح ہے جو ذات باری کے علم اور تجویز کرنے سے متعلق ہے۔ مگر چونکہ یہ نکاح یا اس نکاح سے متعلق ارادہ الٰہی تقدیر معلق یا قضاء مشروط کا حکم رکھتا تھا۔ اس لئے شرط کے فوت ہو جانے سے مشروط کا بھی نہ پایا جانا ضروری ہے۔ اصولیوں کا قاعدہ ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط عالم تقدیر میں اگر کوئی امر معلق اور مشروط ہو۔ تو اس کا ظہور یا عدم ظہور شرط کے وقوع یا عدم وقوع کے لحاظ سے ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو۔ تو اس امر کو مشروط اور معلق بنانا لغو ہو جاتا ہے۔ اور حکیم مطلق کی طرف لغو منسوب نہیں ہو سکتا ؛

پہلی مثال

اس جواب کی مزید توضیح کے لئے ہم الٰہیات کی صرف تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔ اول قرآن مجید میں آتا ہے۔ یاقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللّٰہ لکم ولا ترتدوا علےٰ ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (مائدہ ع ۴) اس آیت میں معین اور مخصوص اشخاص کو کتب اللّٰہ لکم کی خبر دی گئی ہے۔ کَتَبَ فعل ماضی ہے۔ یہ کتابت عالم شہود اور دنیا کی ہے۔ یا عالم تقدیر کی ؟ اگر دنیا کی ہے۔ تو وہ بنی اسرائیل بلکہ حضرت موسیٰ بھی اس سرزمین میں کیوں داخل نہ ہو سکے ؟ اگر عالم تقدیر کی ہے۔ تو ان معین اشخاص کے لئے عالم ظہور میں کیوں نہ آئی ؟

ناظرین کرام ! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام اور آیت قرآنی میں پورا پورا اشتراک ہے۔ دونوں جگہ لفظ ماضی فعل کا فاعل خدا۔ موعود لہ معین شخص یا اشخاص۔ مگر دونوں جگہ عالم تقدیر کا امر موعود لہ کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ اب مولانا سیالکوٹی بتائیں۔ کہ اب دونوں جگہ تقدیر معلق اور شروط وعدہ مان کر دونوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ یا آیت قرآنی کو بھی "الٰہیات کے خلاف" قرار دیتے ہیں

دوسری مثال

دوم خود مولوی صاحب نے لکھا ہے :۔

"صحیح بخاری میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کو حضرت عائشہ کے نکاح سے پیشتر خواب میں آپ کی صورت دکھائی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ ھذہٖ امرأتک یعنی یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ان یکن ھذا من عند اللّٰہ یمضہٖ (بخاری کتاب التعبیر) یعنے اگر یہ خواب خدا کی طرف سے غیبی اشارہ ہے۔ تو وہ اسے واقعہ میں پورا کر دیگا" (الہامات مرزا گست صفحہ ۳) ؛ اس واقعہ میں الہامی فقرہ "ھذہٖ امرأتک یہ آپ کی بیوی ہے" بیان ہوا ہے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ آنحضرت صلعم کی بیوی نہ تھیں۔ پس ھذہٖ امرأتک سے مراد عالم تقدیر ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا آنحضرت صلعم کو مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی طرح یہ معلوم نہ تھا۔ کہ "یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کوئی امر تقدیر میں تو مقرر ہو چکا ہو لیکن عالم ظہور میں نہ آئے" ؟ اگر معلوم تھا۔ تو آپ کے قول ان یکن ھذا من عند اللّٰہ یمضہٖ کے کیا معنے ہیں ؟ کیا اس واضح علم کے بعد "اگر مگر" لگانے کی ضرورت ہے ؟ تھوڑا سا تدبر کرنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ دراصل الٰہیات کے اول المعلمین صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو معلوم تھا۔ کہ بے شک یہ امر عالم تقدیر کا ہے۔ لیکن نہیں کہہ سکتے کہ مشیت ایزدی اس کا ظہور کس رنگ میں کرتی ہے۔ یا اس کا عالم ظہور میں آنا کن مشروط و تعلیقات سے وابستہ ہے۔ یاد رہے کہ اس جگہ ہمارا استدلال آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اپنے الفاظ سے ہے واقعہ کے ظہور یا عدم ظہور کا ہمارے استدلال سے علاقہ نہیں۔ ہاں یہ نہ کہنا چاہیئے۔ کہ یہ خواب ہے۔ کیونکہ لکھا ہے رؤیا الانبیاء وحی (صحیح بخاری) نبیوں کی رویا وحی ہوتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول سے ظاہر ہے کہ باوجود ھذہٖ امرأتک کی وحی کے آپ اس کے ظہور کو ارادہ الٰہی اور اجراء سے معلق فرما رہے ہیں۔ اور اس جگہ اسی امر کو ثابت کیا جا رہا ہے۔ کہ عالم تقدیر کے امر کا معلق یا مشروط ہونا جائز ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ مولوی ابراہیم صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کریں گے۔ کہ رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ھذہٖ امرأتک کے وحی ربانی یا وحی شیطانی ہونے میں شبہ تھا۔ لیکن اگر انہوں نے مرتا کیا نہ کرتا کے مطابق یہ جواب دیا تو اور بھی ذلیل ہوں گے۔ انشاء اللّٰہ تعالےٰ

تیسری مثال

سوم تیسری مثال وعدہ کی نہیں۔ بلکہ وعید کی پیش کرتا ہوں حضرت یونسؑ کے متعلق حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ اوحی اللّٰہ الیہ انی مرسل الیہم العذاب فی یوم کذا و کذا۔ کہ اللّٰہ تعالےٰ نے یونس علیہ السلام کو اس کی قوم کے متعلق وحی سے بتلایا۔ کہ میں ان لوگوں پر فلاں دن عذاب نازل کرنے والا ہوں۔ مگر آخر کار عذاب نہ آیا۔ بلکہ اسی روایت میں ہے۔ کہ اخر عنہم العذاب اللّٰہ تعالےٰ نے عذاب کو دور کر دیا۔ تاخیر میں ڈال دیا (فتح البیان جلد ۵ صفحہ ۹) یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل جانے کا واقعہ اہلحدیث کو مسلم ہے۔ مولوی ثناء اللّٰہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں :۔ "ہم مانتے ہیں۔ کہ انذاری عذاب نہ صرف ملتوی ہو جاتا ہے۔ بلکہ مرفوع بھی ہو جاتا ہے..... چنانچہ ارشاد ہے فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنہم العذاب الخزی فی الحیٰوۃ الدنیا ومتعناہم الیٰ حین۔ اس آیت میں صاف اور صریح مذکور ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا۔ الخ (رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۷ حاشیہ)

اب اس جگہ بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ جو مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت پر کیا ہے۔ یعنی وہ عذاب جس کا ذکر حضرت یونس علیہ السلام کی وحی میں ہوا۔ اور جو عالم تقدیر میں مقرر ہو چکا تھا۔ عالم شہود میں کیوں ظاہر نہ ہوا۔ کیا اس سے علیم کل کا آئندہ کے واقعات سے ناواقف اور بے خبر ہونا لازم نہیں آتا ؟ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ دونوں جگہ اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ دونوں جگہ عالم تقدیر کا معاملہ معلق اور مشروط تھا۔ لہٰذا از روئے علم الٰہیات جس کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ اور جس کے معلم محمد عربی صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت پر کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ ابن سینا اور دیگر فلسفی جن کی عمریں "جزو لایتجزیٰ" کی بحث میں ہی گزر گئیں۔ ان کے بیان کردہ علم الٰہیات اور خدا کے برگزیدہ محمد مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ نازل شدہ علم الٰہیات میں نسبت ہی کیا ہو سکتی ہے ؟ ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

میر سیالکوٹی کا "منطقی انگارہ"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فقرہ "نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا" پر مولوی صاحب نے اپنی منطقی قابلیت کا بھی مظاہرہ کیا ہے۔ آپ کا اعتراض جسے آپ نے اولیس صفت کی بناء پر "منطقی انگارہ" قرار دیا ہے۔ آپ کے ہی الفاظ میں یوں ہے۔ "ہم صرف یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے جو یہ فرمایا۔ کہ "نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا" اس میں مرزا صاحب دو باتوں میں سے صرف ایک کو واقعہ بتاتے ہیں۔ فسخ یا تاخیر۔ فسخ بوقت تکلم وجود نکاح کو چاہتا ہے۔ اور تاخیر بوقت تکلم اس کے عدم کو۔ اور ایک ہی امر میں وجود و عدم کا تصور ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ اگر نکاح فسخ ہو گیا۔ تو تاخیر کا وعدہ باطل و غیر متصور ہے۔ اور اگر تاخیر میں پڑ جانا صحیح ہے۔ تو فسخ کیا ہوا۔ کیونکہ فسخ عدم بعد وجود کے مرتبے میں ہے۔ اور تاخیر وجود بعد عدم کو چاہتی ہے۔ و بینہما ماتری اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدعی ہمہ دانی جناب مرزا صاحب قادیانی علم منطق سے ایسے صاف کورے تھے۔ جیسے ریت تیل سے" (۱۲ اگست)

اس اعتراض میں جسے "منطقی انگارہ" کہا گیا ہے۔ مولوی صاحب نے منطق دانی تو خیر۔ عام عقل و دانش کو بھی جواب دے دیا ہے۔ محل اعتراض الفاظ "فسخ یا تاخیر" منطقی اصطلاحات نہیں۔ کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منطق دانی کا معیار بنایا جائے۔ اس کے لئے معترض کو کتاب "سرمہ چشم آریہ" اور "پرانی تحریریں" مطالعہ کرنی چاہئیں۔ گویا بناء اعتراض ہی معترض کی منطقی قلعی کھول دیتی ہے۔ لیکن نفس اعتراض تو اس قدر بودہ اور لچر ہے۔ کہ اسے "منطقی انگارہ" کہنا صرف ان معنوں میں صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے مولوی صاحب کے خرمن منطق کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے ؛

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ کہ ساری عبارت میں نکاح سے مراد عالم تقدیر کا مشروط نکاح ہے۔ جیسا کہ حضرت کی تحریر میں مسطور و مذکور ہے۔ اور تقدیر معلق اپنے ظہور شہودی یا عدم ظہور میں دونوں پہلو رکھتی ہے۔ لہٰذا فسخ یا تاخیر یعنے عدم ظہور یا ظہور متاخر شرط کی وجہ سے ہے۔ از روئے منطق اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ؛

قضیہ

مولوی صاحب کو ایک ہی امر کے متعلق "فسخ یا تاخیر" پر بہت حیرت لاحق ہو رہی ہے۔ اور اپنی سمجھ سے بالا بتا رہے ہیں۔ حالانکہ اس فقرہ میں تو لفظ "یا" ہے جو بلحاظ وقوع ایک ہی جانب کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔ اس قسم کے قضیہ کو اصطلاح منطق میں شرطیہ منفصلہ کہتے ہیں جس کی مثال میں معمولی طالب علم بھی "العدد اما زوج او فرد" کہہ دیگا۔ باوجودیکہ ایک ہی عدد کا زوج اور فرد ہونا اجتماع ضدین ہے۔ لیکن قضیہ صحیح ہے کیونکہ منفصلہ ہے۔ لیکن ہم مولوی صاحب کے سامنے ان کے مسلمہ دو قضیے پیش کرتے ہیں۔ (۱) حضرت ابن عباسؓ والی متذکرۃ الصدر روایت میں قائل حضرت یونس سے کہتا ہے "اخر عنهم العذاب" اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے عذاب کو تاخیر میں ڈال دیا۔ (فتح البیان جلد ۸ صہ ۷۹)

(۲) مولوی ثناء اللہ امرتسری اسی عذاب کی نسبت لکھتے ہیں "حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا" (رسالہ الہامات مرزا)

دونوں عبارتوں کو ملانے سے عبارت یوں ہو جائیگی۔

"حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا اور تاخیر میں پڑگیا" اب فرمائیے۔ کہ ایک ہی چیز (قوم یونس پر عذاب) ٹل بھی گیا۔ اور تاخیر میں بھی پڑگیا۔ حالانکہ بقول آپ کے "فسخ" (ٹل جانا) بوقت تکلم وجود عذاب کو چاہتا ہے اور تاخیر بوقت تکلم اس کے عدم کو۔ فرمائیے آپ کے پاس اس "فسخ اور تاخیر" کا کیا جواب ہے؟ کس کو منطق سے کورا قرار دینگے؟ ہاں یاد رہے پیش کردہ اشکال میں لفظ "یا" نہیں لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کلام میں لفظ "یا" موجود ہے جو قضیہ منفصلہ پر دلالت کرتا ہے۔ مولوی صاحب نکاح کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ جب واقع ہی نہ ہوا۔ تو فسخ کیا ہوا؟ میں کہتا ہوں کہ یونس کی قوم پر جب عذاب آیا ہی نہیں۔ تو ٹل کیا گیا؟ ماھو جوابکم فھو جوابنا

تقدیر کے مشروط نکاح کا ذکر

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی صاحب مخلوق خدا کو عمداً دھوکہ نہیں دے رہے تو غلطی خوردہ ضرور ہیں۔ انہیں "منطقی انگارہ" اگلنے کی تو فکر پڑگئی مگر اتنا نہ سوچا کہ اس جگہ عالم تقدیر کا نکاح مشروط یعنی وجود بشرط شیٔ کے درجہ میں ہے۔ نیز وجود موضوع کے بھی مراتب ہیں۔ فی الخارج۔ فی الذھن۔ من حیث نفس الامر۔ کوئی عقلمند منطقی اعتبارات کو نظر انداز نہیں کرسکتا لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ۔ صورت واقعہ یوں ہے کہ گویا حضرت نے فرمایا۔

(۱) نکاح ضرور وقوع پذیر ہوگا بشرطیکہ لڑکی کا والد اور اس کا خاوند ہلاک ہوجائیں۔

(۲) اور وہ دونو ضرور اتنی مدت میں ہلاک ہونگے بشرطیکہ تکذیب پر کمربستہ رہے اور اپنی حالت میں ڈر یا خوف سے کوئی تبدیلی پیدا نہ کی۔

عربی زبان میں یوں کہہ سکتے ہیں۔

(۱) النکاح واقع بشرط ان یهلك الوالبنت و زوجها او

(۲) وهما هالكان لا محالة فی مدة كيت و كيت ان اصرا على التكفير وبقيا على حالهما من غير خوف و وجل

ان مقدمات کا ثبوت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور تحریرات میں واضح طور پر موجود ہے (تبلیغ رسالت جلد اول۔ آئینہ کمالات اسلام اور انجام آتھم ملاحظہ ہو) اور لڑکی کا دوسری جگہ کر دینے کے بعد لڑکی کا والد مدت معینہ میں ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس کی ہلاکت سے متاثر ہونے اور اپنے رویہ میں تبدیلی کر لینے کی وجہ سے شرط کے مطابق لڑکی کا خاوند ہلاک نہ ہوا۔ چونکہ نکاح کے عالم شہود میں ظہور کے لئے دونو کا مرنا شرط تھا۔ اس لئے اس شرط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے نکاح عالم شہود میں ظہور پذیر یا واقع نہ ہوا۔ اس جگہ یہ اشارہ کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریرات سے دو شرطیں ثابت ہیں مگر چونکہ وہ دونو دراصل موقوف و موقوف علیہ ہیں اس لئے بعض عبارتوں میں بظاہر ایک ہی شرط کا ذکر نظر آتا ہے۔ جس شرط کو ان لوگوں نے پورا کیا وہ ڈر اور خوف اور تبدیلی پیدا کرنا ہے۔ اس شرط کے پورا کر دینے کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ خاوند ہلاک نہ ہو۔ اور اس کی عدم ہلاکت کی صورت میں چونکہ نکاح کے ظہور کے متعلق جو شرط تھی۔ وہ پوری نہ ہو سکی لہذا نکاح نہ ہوا۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس کی عبارت میں عالم تقدیر کے مشروط نکاح کے آئندہ واقع ہونے (تاخیر) یا نا واقع ہونے (فسخ) کا ذکر ہے۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت اقدس نے نکاح کے متعلق پیشگوئی شائع فرمائی اور حقیقۃ الوحی کی عبارت ۱۹۰۶ء کی ہے۔ الہام الٰہی سے نکاح کا مشروط وجود عالم تقدیر میں ثابت ہے اور پیشگوئی کی اشاعت پر نکاح مشروط کا ذہنی وجود بھی متحقق ہو گیا۔ اب صرف خارجی وجود باقی ہے۔ اور ذہنی یا عالم تقدیر کے مشروط وجود کے خارجی طور پر موجود ہونے کے متعلق "فسخ یا تاخیر" کے الفاظ ہیں۔ تقدیر یوں ہوگی کہ نکاح مشروط یعنی ذہنی وجود یا تو خارجی وجود میں محقق ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اور کوئی عقلمند منطقی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ عارفان حق کا مقولہ ہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم

ایک سوال کا جواب

اس جگہ لفظ "یا" پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ "فسخ یا تاخیر" میں تعیین کیوں نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جب خاوند محمدی بیگم عرصہ مقررہ اڑھائی سال میں خائف و ترسان ہو کر عذاب سے بچ گیا۔ اور احمد بیگ کی ہلاکت اس کی عبرت کا موجب ہو گئی۔ اور عذاب کی غرض بھی یہی تھی۔ (آئینہ کمالات اسلام) اخبار اہلحدیث لکھتا ہے۔

"قانون خداوندی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ولنذیقنهم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون ہم لوگوں کو بڑے عذاب کے علاوہ چھوٹے چھوٹے عذاب چکھاتے ہیں تاکہ یہ لوگ غلط راستہ سے لوٹ کر مقصود حقیقی کی طرف متوجہ ہوں۔" (۲۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

تو اس کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ نکاح مذکور معرض ظہور میں نہ آسکے۔ لیکن اس وقت بعض نادانوں نے مرزا سلطان محمد کے نہ مرنے کو محل اعتراض بنا کر شور مچایا۔ تو رسالہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتراض کا مسکت و مبکت جواب دیتے ہوئے تحدی فرمائی۔

"فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرلے تو میں جھوٹا ہوں ورنہ اے نادانو! ان صادقوں کو جھوٹا مت ٹھیراؤ۔" (انجام آتھم صہ ۳۲)

ان پرشوکت الفاظ میں پہلی میعاد گزر جانے کے بعد مرزا سلطان محمد کے متعلق نیا طریق پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اگر وہ "تکذیب کا اشتہار دیگا" تو یقیناً یقیناً مدت معینہ میں ہلاک ہوگا اور جب وہ ہلاک ہو جائیگا تو شرط سابق الذکر کے لحاظ سے محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا ضروری ہوگا اب "اشتہار تکذیب" کا شائع کرنا یا نہ کرنا سلطان محمد کے اختیار میں ہے۔ لہذا انجام آتھم کی اس تحدی کے بعد دو ہی امکان ہیں (۱) سلطان محمد اشتہار شائع نہ کرے اور ہلاک نہ ہو اور نکاح کا خارجی وجود متحقق نہ ہو۔ (۲) سلطان محمد اشتہار تکذیب شائع کردے اور ہلاک ہو اور محمدی بیگم حضرت کے نکاح میں آجائے۔ گویا اندریں صورت نکاح "تاخیر میں پڑگیا" ثابت ہو اور اگر صورت اول الذکر ہو۔ تو "فسخ" ہونا ظاہر ہوگا لہذا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا حقیقۃ الوحی میں "فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑگیا" فرمانا بالکل بجا درست اور ضروری تھا۔ بعد ازاں ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس نے اس علم کے بعد کہ سلطان محمد اشتہار شائع نہیں کرسکتا اور حضور کا وصال عنقریب ہونے والا ہے۔ اس حصہ پیشگوئی کے متعلق صاف فرما دیا۔ کہ "اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے ایک حصہ کو ٹال دیا ہے۔" (اخبار بدر صہ ۴)

خلاصہ کلام یہ کہ مولوی ابراہیم صاحب کا یہ "انگارہ" بھی بجھ کر خاکستر ہو گیا آخر شیطانی آگ رحمانی پانی کے پڑنے پر کہاں ٹھیر سکتی ہے؟

"علم حدیث و فقہ سے بے خبری کا پھر اعتراض"

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں "شریعت مطہرہ میں فسخ نکاح کے چند اسباب ہیں . . . . . . اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو اپنے آسمانی نکاح کو فسخ شدہ گردانا تو کیا پہلے اسباب فسخ پر نظر کر لی تھی اور سمجھ لیا تھا کہ کون سبب واقع ہوا تھا۔"

ہم میر سیالکوٹی کی بے تہذیبی اور ناشائستہ بیان سے قطع نظر کر کے نفس اعتراض کی ژولیدگی پر بحث کرتے ہیں۔ اول تو ناظرین غور فرمائیں کہ جب آپ "فسخ یا تاخیر" پر معترض ہو رہے ہیں۔ تو اب یہ لکھنا کہ "مرزا صاحب نے جو اپنے آسمانی نکاح کو فسخ شدہ گردانا" بتا رہا ہے۔ کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بالآخر ایک ہی پہلو کی توضیح و تعیین فرما دی تھی اور آپ کا سابقہ اعتراض محض بدنیتی پر مبنی تھا۔ آیئے اب آپ کے اہلحدیث ہونے کے باوجود حدیث دانی اور فقہ دانی بھی پرکھ لیں۔ آپ نے نکاح کے فسخ کے اسباب صرف شوہر کا نادار ہونا۔ عنین ہونا۔ ظالم ہونا اور مرتد ہونا نیز نکاح کا خلاف شریعت پڑھا جانا ذکر کئے ہیں۔ کیا ان کے علاوہ فسخ نکاح کا کوئی سبب حدیث اور فقہ میں مذکور نہیں۔؟ لعان۔ ایلاء بعد مضی اربعة اشہر۔ خاوند کے مفقود الخبر ہونے وغیرہ وغیرہ صورتوں میں کیا شریعت نکاح کو قائم رکھتی ہے؟ یہ تو آپ کی کتب بینی کا حال ہے اب غور فرمایئے کہ تفقہ کے لئے عقلمند ہونا بھی ضروری ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فقہاء نے جو اسباب بھی فسخ نکاح کے ذکر کئے ہیں۔ وہ اس نکاح سے متعلق ہیں جس کا عالم شہود میں ظہور ہو چکا ہو۔ اگر آپ جانتے ہیں تو بتلایئے اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہوگی کہ جس نکاح کے فسخ کے اسباب ہم سے دریافت کر رہے ہیں ایک طرف اسے "آسمانی نکاح" لکھتے ہیں۔ مگر فسخ نکاح کے اسباب وہ ذکر کرتے ہیں۔ جو زمینی نکاح سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کو کہتے ہیں۔ سچ ہے حق کی مخالفت میں عقل ماری جاتی ہے۔ اللہ کا فرمودہ برحق ہے انی مھین من اراد اھانتک۔ مولوی صاحب! آپ کے طرز استدلال کو اصطلاح میں "قیاس مع الفارق" کہا جاتا ہے۔ پہلے آپ ذرا "آسمانی نکاح" کے فسخ کے اسباب فقہاء کی کتابوں سے بتلایئے اور پھر ہم سے دریافت کیجئے کہ صورت زیر بحث میں فسخ کا کیا سبب تھا مگر میں آپ سے کہوں گا۔ ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

معزز ناظرین! زمینی کیڑے آسمانی نکاحوں کے انعقاد اور فسخ کو کیا سمجھیں اور انہیں عالم تقدیر سے کیا آگاہی ہوگی اس لئے ان کا اعتراض کرنا موجب تعجب نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ زوجنی مریم بنت عمران وکلثوم اخت موسیٰ وامراۃ فرعون الخ (فتح البیان طبرانی۔ ابن عساکر۔ اور اخبار اہلحدیث ۵ فروری ۱۹۳۲ء) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم۔ کلثوم اور حضرت آسیہ سے میرا نکاح پڑھا ہے۔ ہم لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے برگزیدہ کی معرفت صحیح علم بخشا گیا ہے اس حدیث کی حقیقی تاویل خوب جانتے ہیں لیکن اس جگہ سیالکوٹی فقیہہ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ فقہ کی کتابوں سے انعقاد نکاح کی شرائط اور قوانین بیان کر کے ان ہر سہ نکاحوں پر منطبق کر کے بتلا دیجئے اگر آپ ہمارے اس اشارہ سے اتنا ہی سمجھ جائیں۔ کہ "آسمانی نکاح" کا انعقاد و فسخ کنز۔ قدوری۔ بحر الرائق۔ شرح الوقایہ اور ہدایہ کے بیانات پر مبنی نہیں ہوتا۔ تو ہم بہ غنیمت سمجھیں گے کیونکہ اس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ آپ کا یہ سوال کتنا پوچ اور لچر ہے۔

ہم سابقہ بیانات میں اس نکاح کی حقیقت۔ فسخ نکاح کی تفسیر۔ اور فسخ کی وجہ وغیرہ کا مفصل ذکر کر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔:

ہمارا ایک سوال

مولوی ابراہیم صاحب نے بر سبیل تذکرہ اسی مضمون میں لکھا ہے "شرف ہمکلامی ظالموں کو نہیں ملا کرتا چنانچہ فرمایا۔ لا ینال عھدی الظالمین بقرہ پ۱۔ یعنی میرا عہد نبوت ظالموں کو نہیں ملتا۔"

آپ نے اس عہد کو جو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیش کے لئے ذریت ابراہیم کے ساتھ کیا تھا نبوت سے تعبیر کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا امت محمدیہ من حیث الامۃ "ظالمون" میں شمار ہوتی ہے یا خیر امتہ؟ اگر "الظالمین" کے زمرہ میں ہے تو بے شک کہیئے۔ کہ وہ اس عہد نبوت کی مستحق نہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو آپ کیونکر یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ امت محمدیہ نبوت (عہد ابراہیمی) سے محروم ہو گئی ہے؟ "علم الہیات" کی رو سے بتلایئے کہ کیا اس سے اللہ تعالیٰ پر خلف الوعد کا الزام تو نہیں آتا؟ وانا الجوابکم لمنتظرون

الٰہی اشارہ

محمدی بیگم کے ذکر پر غیر احمدی مولوی (جن میں میر سیالکوٹی بھی شامل ہیں) اپنی تحریر و تقریر میں جو بدتہذیبی اور گندہ دہانی اختیار کیا کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے مضمون زیر بحث کے آخیر پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔ "خاکسار نے اس تحریر میں محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کو عزت کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ مضمون لکھتے وقت خداوند تعالیٰ نے میرے قلب میں ڈالا کہ اس نیک بی بی نے مرزا صاحب کے اشتہارات کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھائی اور وہ نہایت صبر و سکون سے اپنے حال پر قائم رہی" معلوم ہوتا ہے دل نے گزشتہ بدتہذیبی پر ملامت کی ہے۔ لیکن اس مضمون میں بھی آپ نے جو عزت سے یاد کیا ہے اس کا نمونہ اس فقرہ سے ظاہر ہے "ایسی منکوحہ غیر کے ہاں آباد رہے اور اس سے پے در پے اولاد بھی حاصل کرتی رہے۔" آپ نے دوسرے بدزبان واغفلین کو بھی محمدی بیگم کے احترام کرنے کا دعوت دیا ہے۔ ہم خوش ہونگے اگر یہ لوگ ایک معزز گھرانے کی خاتون کا ذکر عزت سے کیا کریں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہمیشہ پیشگوئی کی عظمت کا اظہار مخالفین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دے کر کیا ہے۔ مگر کبھی محمدی بیگم کی ذات کا اس ناز یبا طریق پر ذکر نہیں کیا جو ان مولویوں کا وطیرہ ہے اور جسے وہ جاہل پبلک کو ہنسانے اور دلائل کی طرف سے ان کی توجہ ہٹانے کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لیکن اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ اگر فی الواقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات سے محمدی بیگم اور اس کے خاوند اور دیگر خاندان کے لوگوں کو تکلیف پہنچی اور پھر غیر احمدیوں کے پاجیانہ الفاظ پڑھ سن کر ان کے دل زخمی ہوئے تو وہ کونسی طاقت تھی جس نے ان کو حضرت اقدس پر نالش کرنے یا کم از کم مرزا سلطان محمد کو تکذیب کا اشتہار دینے سے روکا۔ یقیناً وہ حق کی طاقت اور پیشگوئی کا رعب تھا۔ اس میں سوچنے والوں کے لئے دلیل ہے۔:

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار ابو العطاء اللہ دتہ جالندھری مولوی فاضل

حافظ امام الدین صاحب مرحوم گوجرانوالہ

حافظ صاحب مرحوم کی پیدائش ۱۸۶۸ء کے قریب کی ہے آپ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔

ایام طفولیت ہی میں کسی بیماری کے سبب بینائی جاتی رہی تھی آپ کو اوائل عمر سے ہی علماء کی صحبت پسند تھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے پاس بھی بہت عرصہ مقیم رہے۔ اور ان کے ایک بیٹے کے ساتھ مل کر قرآن حفظ کیا۔ ایک وقت آپ احمدیت کے شدید مخالف تھے۔ لیکن پھر آپ نے احمدیت کے متعلق غور شروع کیا۔ اور اعتراضات کے حل کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس آئے۔ اور اطمینان قلب حاصل کیا۔ جب سے احمدیت میں داخل ہوئے۔ وفات تک پرجوش مبلغ کی حیثیت میں رہے دور دور کا سفر کر کے تبلیغ کے لئے پہنچے۔ ان ایام میں جب کہ چندہ کی فراہمی کا باقاعدہ انتظام نہ تھا تین چار چار اضلاع کا پاپیادہ سفر کر کے چندہ جمع کرتے اور قادیان پہنچاتے۔ آپ کے رشتہ داروں میں سے کوئی احمدی نہ ہوا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ احمدیت کی وجہ سے سخت مخالفت اور عناد رکھتے اور طرح طرح کے دکھ دیتے۔ مگر آپ ہر طرح ان سے ہمدردی کرتے حافظ صاحب کو حضرت خلیفہ اولؓ کے مقربین میں سے ہونے کا بھی شرف حاصل تھا سفر کیا کرتے تھے۔ ایک بار مجھ سے حضرت خلیفہ اولؓ

(خاکسار محمد عبداللہ ڈیرہ بابا نانک)

ہندوستان بھر میں سیرۃ النبیؐ کے کامیاب جلسے

لاہور میں جلسہ

یوم النبیؐ کی مبارک تقریب پر اسلامیہ کالج لاہور میں زیر صدارت جناب ملک برکت علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ عظیم الشان جلسہ ہوا جسمیں ہر مذہب و ملت کے اصحاب شامل ہوئے۔ خدا کے فضل و کرم سے چار مختلف مذاہب یعنی اسلام عیسائیت۔ ہندو دہرم اور سکھ ازم کے نمائندگان کرام نے تین مختلف زبانوں میں یعنی انگریزی اردو اور پنجابی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قابل تقلید سیرت پر تقاریر کیں۔ کالج کا وسیع ہال بالکل پر تھا۔ حافظ مبارک احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور جناب عبد البشیر آذری صاحب ایم۔ اے اور حکیم سراج الدین صاحب نے نعتیں پڑھیں۔

سب سے پہلے سردار موہن سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔ اور بیان کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امن اور جنگ دونوں کو ہمراہ لائے۔ امن اس لئے کہ آپ نے سچائی نیکی اور شرافت کو دنیا میں قائم کرنا تھا۔ اور جنگ اس لئے کہ بدی کا استیصال کرنا تھا۔ صاحب موصوف نے حضرت سرور کائنات کی پیدا کردہ قوت کی تعریف کی اور اپنے متبعین میں باہمی محبت پیدا کرنے کی قابلیت رکھنے میں حضور کو بے مثال قرار دیا۔ اور نیز خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنی محبت کو علی الاعلان ظاہر کر کے کفار کی سخت تکالیف کے باوجود اپنی محبت پر ثابت قدم رہ کر دکھلایا۔ آپ نے اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کے الزام کی تردید کی۔ اور اسلام کی قبولیت کو رسول پاک صلعم کی قابل نمونہ زندگی۔ اور تعلیم اخوت کا نتیجہ قرار دیا۔

مسٹر علاؤ الدین صاحب صدیقی ایم۔ اے نے اپنی تقریر میں اسلام کی تعلیم مساوات اور حقوق نسواں کو واضح طور پر بیان کر کے ثابت کیا۔ کہ دنیا میں سب سے پہلے جمہوریت کی بنیاد اور شراب کی بندش جن چیزوں پر آج مغربی اقوام کو ناز ہے۔ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیرہ سو پچاس سال پیشتر سکھلا دی تھیں۔ اور سود کی ممانعت اور جوئے کی فلاسفی سمجھائی۔

لالہ بہاری لال صاحب آنند بی۔ اے۔ پروفیسر دیال سنگھ کالج نے بزبان پنجابی حضور صلعم پر کفار کی تکالیف کے باوجود ثابت قدمی اور نازک سے نازک وقت میں خدا کی امداد میں عظیم الشان یقین اور ایمان رکھنے کو متعدد واقعات سے واضح کر کے دکھلایا اور اس نمونہ سے اپنے دل کو خاص طور پر متاثر بتلایا۔ علاوہ ازیں خیرات کی اسلامی تعلیم کو بھی شرح و بسط کے ساتھ واضح کیا۔

شیخ نیاز علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ نے بزبان اردو تقریر کی۔ اور انبیاء کے زمانہ میں دشمنوں کی مخالفت کی وجہ تعلیم صبر کی طرف منسوب کی۔ اور آنحضرت صلعم کا اپنے دشمنوں کے لئے دعائیں کرنے کی مثالیں دیں۔ اور فتح کے بعد اپنے تمام دشمنوں کو خود بخود ہی معاف فرمانے کی اعلیٰ خوبی کو حاضرین کے ذہن نشین کیا۔ اور کہا۔ کہ خدا کے نزدیک بزرگی کے درجہ کو بلند ذات ہونا یا امیر ہونا نہیں۔ بلکہ بزرگی کے لئے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ اور خود عمل کر کے دکھایا۔ فاضل مقرر نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کی کامیابی حضور صلعم کے عملی نمونہ پر چلنے میں مضمر ہے۔

لالہ رام چند صاحب منچندہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ کی زبردست انگریزی تقریر کلیتہً تاریخی رنگ اپنے اندر رکھتی تھی آپ نے پرزور اور موثر الفاظ میں فرمایا۔ کہ محمد صلعم دنیا میں پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے توحید کا سبق تمام عالم کو پڑھایا۔ اور کہ اس وقت تک دنیا کی عظیم ترین ہستی حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں آئیندہ کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ جمہوریت کے متعلق فرمایا۔ کہ یہ بھی ہادی اسلام ہی کی سکھلائی ہوئی چیز ہے۔ اور حضور کی وفات کے بعد خلفائے راشدین نے جمہوریت کا عملی نمونہ مسلمانوں کو دیا۔ اور تبلایا۔ کہ یورپ میں جمہوریت محض اٹھارویں صدی کے آخر میں پیدا ہوئی ہے۔ لیکن پیغمبر اسلام نے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر یہ سبق دنیا کو سکھلا دیا تھا۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس کے اعتراف کے معاملہ میں خیانت سے کام لیا جائے۔ اور کہا۔ کہ کبیر۔ راما نند اور گورو نانک نے بھی توحید کا سبق حضرت رسول مقبول صلعم سے حاصل کیا ہے۔ اور جسکی تائید میں زبردست دلائل دیئے۔

ریورنڈ ہرمن پروفیسر مشن کالج پیرو عیسائیت نے بزبان انگریزی اخوت اور جمہوریت کی تعلیم دینے میں آنحضرت کو بے مثال اور اولین ہستی بتلایا۔ اور فرمایا۔ کہ میں خود بعض باتوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبردست تعلیم سے متاثر ہوں۔

ہر ایک تقریر کے اختتام پر نعرۂ تکبیر سے ہال گونج اٹھتا تھا۔ اس کے بعد جناب حکیم احمد شجاع صاحب نے اپنی ایک نظم پبلک کو سنائی۔ حکیم عبد الکریم صاحب شرر نے اپنی پنجابی نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ ہم مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں ایسا رسول رہبری کے لئے عطا فرمایا جسنے نہ صرف عرب کے جاہل لوگوں کو قعر مذلت سے نکالا۔ بلکہ انہیں اس قابل بنا دیا۔ کہ انہوں نے تمام دنیا کو تہذیب سکھلائی۔ اور اس مبارک تقریب کا اہتمام کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ساڑھے پانچ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اور زمینداروں و احسان کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں۔

(خاکسار سید دلاور شاہ بخاری)

سکندر آباد میں جلسہ

سکندر آباد ۸ر نومبر امیر جماعت احمدیہ بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں کہ حسب دستور سکندر آباد خاص اور ضلع میں یوم النبیؐ کے جلسے ہوئے۔ سکندر آباد میں نواب فخر یار جنگ بہادر کی صدارت میں الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیر سابق مسلم مشنری انگلستان و مغربی افریقہ نے بزبان انگریزی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق عام فہم تقریر کی۔ سامعین نے جن میں ہندو مسلمان عیسائی معززین شامل تھے۔ تقریر کو بہت پسند کیا۔ انگریزی و اردو لٹریچر بکثرت تقسیم کیا گیا۔

حیدر آباد میں جلسہ

حیدر آباد میں دیوان بہادر اروامودو ایڈووکیٹ و نواب اصغر یار جنگ جج ہائی کورٹ کی صدارت میں ہندو مسلمانوں نے متعدد لیکچر دیئے۔ اور اس طرح ایک بار پھر ثابت کر دیا۔ کہ ہز اگزالٹڈ ہائی نس کی رعایا کے باہم تعلقات اپنے محبوب بادشاہ کے زیر سایہ نہایت خوشگوار ہیں۔ شام کے وقت بیگم ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹر کی صدارت میں عورتوں کا جلسہ احمدیہ جوبلی بلڈنگ میں ہوا۔ جسمیں صاحب اثر ہندو مسلم مستورات نے شمولیت کی نظمیں پڑھی گئیں۔ اور لیکچر ہوئے انگریزی اردو لٹریچر بکثرت تقسیم کیا گیا۔

الحمد للہ ہر جگہ خاص جوش پایا جاتا ہے۔

برہمن بڑیہ میں جلسہ

برہمن بڑیہ ۸ر نومبر چندر لال صاحب دت بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔ کہ

لوکناتھ تالاب پر مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب ایم۔ اے ڈپٹی مجسٹریٹ کی صدارت میں سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی اوصاف علی پلیڈر مولوی غلام صمدانی بی۔ ایل۔ اور بعض دیگر اصحاب نے مؤثر تقریریں کیں۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوشل اور اقتصادی تعلیم پر خاص زور دیا۔ اور بالوضاحت بتایا گیا کہ یہ تعلیم موجودہ مسائل کو کس طرح حل کر سکتی ہے۔ صاحب صدر اگرچہ احمدی نہیں۔ لیکن اپنی اقتصادی تقریر میں آپ نے جماعت احمدیہ کی مساعی کی تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ ہندوستان میں بین الاقوامی فسادات کی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ مذہبی پیشواؤں کی تعلیمات اور حالات زندگی سے لوگ عام طور پر ناواقف ہیں۔ آپ نے تحریک کی۔ کہ ایسے جلسے بار بار ہونے چاہئیں۔ تا لوگ امن سے رہ سکیں۔ برہمن بڑیہ سب ڈویژن کے دیگر مقامات پر بھی اس قسم کے جلسے خود بخود منعقد کئے گئے۔

اپنا پتہ صاف لکھیں اور اخبار کا حوالہ ضرور دیں

انگریزی سیکھنے والوں کی خوش قسمتی کا ایک تازہ ثبوت

جناب ملک مبارک احمد خان صاحب جنرل سکرٹری انجمن محبان اسلام پنجاب لاہور فرماتے ہیں۔

آپ نے جدید انگلش ٹیچر شائع کر کے ملک کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اور انگریزی سیکھنے والوں پر احسان عظیم کیا ہے میں نے اپنی خالہ کو انگریزی پڑھانے کے لئے کتنی نام نہاد انگلش ٹیچر خرید کر دیں مگر سب فضول اور رائگاں

آپ کی انگلش ٹیچر سے چھ ماہ کے اندر خاصی انگریزی سیکھ گئی ہیں۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ کے تحت بطور شکریہ عریضہ ہذا ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محنت کے عوض آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ملک کو اس سے کما حقہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر یہ کتاب درحقیقت آپ کے لئے یا آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک گوہر بے بہا ثابت نہ ہو۔ تو کل قیمت واپس منگوا لیں۔

قمر برادرز (الف) شملہ

اکسیر الاجسام

جو کنواں خشک ہو چکا ہو۔ یا پانی کی کافی مقدار بہم نہ پہنچ سکتا ہو۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ اس کے متعلقہ کھیتیاں سرسبز نہیں رہ سکتیں وہ پانی کی قلت کے باعث جلد مرجھا جاتی ہیں۔ انسانی اعضاء کی سرسبزی کے لئے خون بمنزلہ پانی کے ہے۔ اگر جسم میں بعض وجوہات کی بناء پر خون کم ہو جائے۔ تو انسان کے چہرے پر زردگی ٹپکتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے اعضائے رئیسہ اور شریفہ اپنے اپنے فعل کو کما حقہ طور پر سرانجام نہیں دے سکتے۔ طرح طرح کے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں آپ کو اکسیر الاجسام حیرت انگیز فائدہ مند ثابت ہو گا۔ مردوں اور عورتوں کی امراض مخصوصہ کیلئے واحد علاج ہے۔ ہر موسم اور مقام پر استعمال کیا جا سکتا ہے کھانے سے پہلے اپنا وزن کر لیں۔ دس یوم کے بعد آپ کا وزن کم از کم دو پونڈ بڑھ جائیگا۔ قیمت چالیس خوراک اڑھائی روپیہ۔

ملنے کا پتہ

مینجر گرین کاٹیج قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

گولڈوٹین واقعی مفید

گولیاں ہیں۔ میں نے خود استعمال کی ہیں۔ بہترین اور واقعی مفید مقوی گولیاں ہیں ایک شیشی اور بھیجدیں۔ حکیم غلام حسین شاہ از میانہ گوندل

آپ کی گولڈوٹین گولیوں کو میں نے خود استعمال کر کے دیکھا ہے بہت مفید پایا۔ ایک اور شیشی بھیجدیں۔ فضل محمد خان از راولپنڈی۔

احباب کرام آپ بھی استعمال کر کے تجربہ کریں۔ قیمت ساڑھے پانچ روپے معہ محصول ڈاک

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

الفضل میں اشتہار دینے کا موقعہ ہے

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ مہینے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ ایچ بی ڈھلن صاحب۔ اے۔ آر سین آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہو گا۔ ضرورت مند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت بڑے نام صرف ۔ احمدی دوستوں کو دسمبر تک مزید رعایت ہو گی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔ المشتہر:۔ ایم۔ نواب الدین مینجر جوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

نایاب کتابیں

ناظرین یہ نایاب کتابیں ہر وقت ہمارے کارخانہ سے مل سکتی ہیں (۱) گنجینہ طبیب حصہ اول ستارھواں ایڈیشن حجم ۲۹۲ صفحہ مجلد ۲ محصولڈاک ۴؍ جس کے پڑھنے سے بہت سا فائدہ آپ صاحبان کو ہو گا۔ (۲) نایاب کتاب مجربات ارسطو عرف علاج فقیرانہ جسکی ہر گھر میں سخت ضرورت ہے قیمت فی ۶؍ محصولڈاک ۷؍ (۳) نایاب کتاب لب المجربات قیمت ۱۲؍ محصولڈاک ۷؍ (۴) طبیب نسواں معہ استادو دائیاں با تصویر قیمت ۱؍ مجلد محصولڈاک ۷؍

ملنے کا پتہ:۔ قادر کمپنی سرکل ۹ لدھیانہ پنجاب

ضرورت نکاح

ایک دوست قوم ارائیں۔ عمر ۲۸ سال انٹرنس پاس اچھی جگہ مستقل گورنمنٹ ملازم۔ تنخواہ مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار۔ زمینداری حیثیت بھی ہے۔ ضرورت شرعی کے ماتحت نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ لڑکی کنواری ہو یا بیوہ۔

سیرت و صورت عمدہ ہو۔ ذات کی کوئی تمیز نہیں۔ ضرورتمند اصحاب پتہ ذیل سے خط و کتابت کریں۔

پیرزادہ رشید احمد ارشد قریشی قادیان۔ پنجاب

نور بال سرپ رجسٹرڈ

بچوں کی تمام امراض کو دور کر کے ان کو موٹا تازہ اور خوبصورت بناتا ہے اس کے پینے سے بچے۔ بخار کھانسی۔ قے۔ اسہال۔ بدہضمی۔ بچش۔ پیٹ درد سے محفوظ رہتے ہیں۔ لاغر۔ فروتن۔ اور چڑچڑے مزاج کے بچوں کیلئے بڑا زود اثر اور قابل اعتماد شربت ہے۔ اس کا استعمال بچوں کو ہمیشہ زندگی میں جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایسے بچے اپنی جوانی دیکھ کر والدین کو دعا دیتے ہیں۔ میٹھا ہونے کے سبب بچے شوق سے پیتے ہیں قیمت فی شیشی ۱۰؍ ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان او سنی دہلی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب کونسل میں ۸ نومبر کو وزیر بلدیات ڈاکٹر نارنگ اور وزیر زراعت سردار جوگندر سنگھ نے اپنے محکموں کے لئے مطالبات زر پیش کئے۔ جنہیں ان پر عدم اعتماد کا اظہار کرنیکے لئے چودہری چھوٹو رام کی تحریک پر کونسل نے مسترد کر دیا۔ خان بہادر دین محمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا فرقہ وار فیصلہ کو ڈاکٹر نارنگ نے زہر کا پیالہ قرار دیا تھا۔ مگر ابھی تک وزارت کی کرسی سے گوند کی طرح چپٹے ہوئے ہیں۔ اور ۵ ہزار روپیہ ماہوار لے رہے ہیں۔ اگر ان میں ایمان کی جرأت تھی۔ تو وہ خود واک آوٹ کرتے نہ کہ اپنی پارٹیوں سے کراتے۔ ہمیں ان دونوں وزیروں پر اعتماد نہیں۔ اس لئے ان کے مطالبات نامنظور کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نارنگ نے کہا۔ میں اب بھی اسے زہر کا پیالہ کہتا ہوں۔ اور ہمیشہ کہونگا۔ اور اگر یہ بدلا نہ گیا۔ تو مسلمان چھپن فیصدی کیا نشتر فیصدی ہوتے ہوئے بھی اس دستور کو نہ چلا سکینگے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۷ نومبر کو مسٹر ہیگ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ گاندھی جی کو اچھوتوں کے ترقی کے لئے پروپیگنڈا کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اور اس غرض سے ان سے ملاقات بھی ہو سکتی ہے اور خط و کتابت بھی۔ لیکن سیاسی ملاقاتوں اور خط و کتابت کی اجازت نہیں۔ نیز جب تک سول نافرمانی جاری ہے۔ ان کی رہائی کا سوال زیر بحث نہیں آسکتا۔

پنجاب کونسل میں ۸ نومبر کو ایک سوال کے جواب میں سرکاری ممبر نے بیان کیا۔ کہ ڈاکٹر محمد عالم کا باقاعدہ ڈاکٹری معائنہ کرایا گیا ہے۔ جس میں بعض پرائیویٹ ڈاکٹر بھی شامل تھے۔ اور اب ان کا باقاعدہ علاج کرایا جائیگا۔ لیکن میعاد قید کے ختم ہونے سے قبل انہیں رہا نہیں کیا جا سکتا۔

پنجاب کونسل کے جو ہندو سکھ ممبر واک آؤٹ کر گئے ہیں ملاپ کا بیان ہے کہ وہ ۱۱ نومبر کو بھی جب کمر آر ڈس نخس بل پیش ہوگا۔ اجلاس میں شامل نہیں ہونگے۔ بلکہ بعض کا تو خیال ہے کہ جب فرقہ وار تصفیہ موجود ہے وہ بالکل ہی نہیں جائینگے۔ لیکن یہ ممکن نہیں۔

میدناپور میں چونکہ انقلاب پسند اس وقت تک کئی وارداتیں کر چکے ہیں۔ اس لئے ۸ نومبر کو وہاں مزید پانسو برطانی سپاہی بھیج دئے گئے ہیں۔ جنہیں پولیس لائن میں ہی ٹھیرایا گیا ہے۔

ہندوستانی تجارت کے متعلق سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء میں سامان بلطی کی درآمد ایک ارب چونسٹھ کروڑ تھی جو سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء میں ایک ارب چھبیس کروڑ رہ گئی ہے۔ گویا ایک ہی سال میں ۳۸ کروڑ یا ۲۳ فیصدی کمی واقع ہوگئی ہے۔ اسی طرح برآمد دو ارب ۶۲ کروڑ کے مقابلہ میں صرف ایک ارب اکسٹھ کروڑ رہ گئی ہے یعنی ۲۹ فیصدی کی تخفیف ہوگئی ہے۔ گویا ایک سال میں درآمد و برآمد دونو میں قریباً ایک چوتھائی سے زیادہ کمی واقع ہوگئی ہے۔

پنجاب کونسل میں ۸ نومبر کو پولیس کے اخراجات کے لئے جب مطالبہ پیش کیا گیا۔ تو سردار حبیب اللہ نے کہا۔ کہ یہ فورس ایسی مفید ثابت نہیں ہوئی اس لئے توڑ دی جائے سر ہنری کریک نے کہا۔ کہ صوبہ میں انقلاب پسندوں کا دور دورہ ہے کانگرسی بھی فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ نیز جو ممبر کونسل سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ ممکن ہے وہ بھی کوئی شورش پیدا کریں۔ اس لئے اس فورس کا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ سردار صاحب نے ترمیم واپس لے لی اور مطالبہ منظور ہو گیا

گورنمنٹ بمبئی نے اعلان کیا ہے۔ کہ ناسک جیل کے ایک قیدی کو کہا جاتا ہے کہ جیل سٹاف کے بعض ممبروں نے زدو کوب کیا۔ جس سے اس کے دماغ میں چوٹ لگی اور فتور آگیا ہے ان ممبران سٹاف کو معطل کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ جس کی سماعت ایک سپیشل مجسٹریٹ کریگا۔

انڈیا لیگ لنڈن کا ایک وفد ہندوستان کے سیاسی حالات کی تحقیقات کے لئے آیا ہوا تھا۔ جو ۸۳ دن تک ملک کے مختلف شہروں اور دیہاتوں کی سیر کے بعد ۷ نومبر کو واپس روانہ ہو گیا۔ روانگی سے قبل ممبران نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان کے عوام کی حالت ہم نے اس کے دیہات میں دیکھی ہے۔ اور دیہاتیوں کی غربت کو دیکھ کر ہمارا دل بیٹھ گیا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان کے دیہات رنج والم کی آماجگاہ ہیں۔

مدراس کونسل نے ۸ نومبر کو ۲۲ کے مقابلہ میں ۵۴ آراء کی کثرت سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس صوبہ کو سیکنڈ چیمبر کی ضرورت نہیں۔

چودہری چھوٹو رام صاحب نے بعض ہندو اور سکھ ممبران کے پنجاب کونسل سے واک آؤٹ کرنے کے متعلق اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ یہ غرض پرست ہندو اور سکھ رہناؤں کی شرمناک حرکت ہے۔ پنجاب میں ہندوؤں کی بد باطنی ہندو قوم کے لئے بے حد مضر ثابت ہوتی ہے۔ واک آؤٹ کرنے والے پچاس فیصدی سے بھی کم ہیں۔ نہ کرنے والے چھیاسٹھ فیصدی سے زیادہ ہیں۔ اور فرقہ وار فیصلہ کے حامی اسے اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں۔ آپ نے صدر کونسل کے رولنگ کو حق بجانب قرار دیا ہے۔

دارالعوام میں ۸ نومبر کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا کہ گاندھی جی کو سیاسی صورت حال سے باخبر رکھنے کے لئے انہیں اخبارات مہیا کئے جاتے ہیں۔ حکومت ابھی تک اپنے اس خیال پر قائم ہے جس کا اظہار ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء کو کیا گیا تھا۔ یعنی کانگرس کے ساتھ سودا کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔

ننکانہ صاحب سے ۹ نومبر کی اطلاع ہے کہ دو شنبہ کو نو بجے شب گوردوارہ کی چھت پر جہاں بعض زائرین ٹھیرے ہوئے تھے۔ ایک بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک سکھ نوجوان زخمی ہو گیا۔ پولیس نے آکر وہاں سے ایک اور بم برآمد کیا۔

رومانیہ سے ۷ نومبر کی اطلاع ہے کہ وہاں ایک ہنگری نوجوان اخبار نویس کو عین اس وقت جبکہ قوم پرستوں کا ایک جلوس نکل رہا تھا۔ پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ کیونکہ اس نے ہنگری زندہ باد۔ رومانیہ مردہ باد کے نعرے لگائے تھے۔

دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے بتایا۔ کہ گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس پر کل ۲۹ لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ خرچ آئیگا۔ جس میں سے ۱۴ لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ ہندوستان ادا کریگا۔

گاندھی جی نے چند روز ہوئے اعلان کیا تھا۔ کہ اگر ہندوؤں نے اچھوتوں کو مندروں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ تو میں دوبارہ فاقہ کشی شروع کر دونگا۔ ڈاکٹر امبیدکر نے اس کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ محض اچھوتوں کے مندروں میں داخلہ کے حق کی خاطر آپ کو اپنی جان خطرہ میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اصل کام یہ ہے کہ اچھوتوں کو معاشرتی اور اقتصادی اعتبار سے مساوی حقوق دیئے جائیں۔ اور اگر یہ حقوق دیدئے جائیں۔ تو اچھوت مندروں میں داخلہ کے حق سے بخوشی دست بردار ہونیکو تیار ہیں۔

ڈاکٹر امبیدکار نے گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلستان روانہ ہونے سے پیشتر ایک بیان دیا ہے۔ جس میں کانفرنس میں گاندھی جی کی عدم شرکت پر اظہار افسوس کیا اور کہا کہ گاندھی جی کی سول نافرمانی اور عدم تعاون کی تحریک احمقانہ ہے۔

پنڈت گوبند کانت مالویہ ان دنوں مصالحت کے سلسلہ میں الہ آباد میں مقیم ہیں۔ ۹ نومبر کو پولیس نے ان سے پولیس کمشنر بمبئی کے ایک حکم نامہ پر دستخط کرائے۔ جس میں انہیں حکم دیا گیا ہے کہ بغیر اجازت آئندہ بمبئی میں داخل نہ ہوں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی